نورالحسن راشد کاندھلوی

اور

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کے علمی، تصنیفی، تحریری کام

تصانیف ومؤلفات، ترجمہ، حواشی، تحقیق اور تعلیقات

- جو شائع ہو چکی ہیں۔
- کمپوز ہو چکی ہیں، جلد اشاعت متوقع ہے۔
- زیر تحریر وقلم ہیں۔
- جن کی علمی تیاری ہو گئی ہے اور آئندہ کے منصوبوں میں شامل ہیں۔

[حضرت] مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ

نورالحسن راشد کاندھلوی

اور

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کے علمی، تصنیفی، تحریری کام

تصانیف ومؤلفات، ترجمہ، حواشی، تحقیق اور تعلیقات

(۱) جو شائع ہو چکی ہیں۔
(۲) کمپوز ہو چکی ہیں، جلد اشاعت متوقع ہے۔
(۳) زیر تحریر وقلم ہیں۔
(۴) جن کی علمی تیاری ہوگئی ہے اور آئندہ کے منصوبوں میں شامل ہیں۔

[حضرت] مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ
MUFTI ELAHI BAKHSH ACADEMY
Moulviyan, Kandhla
Distt.Shamli (Muzaffar Nagar)(U.P) India 247775
Email: nhrashidkandhlavi@yahoo.com

حضرت مفتی الٰہی بخش، اکیڈمی

کاندھلہ

ایک علمی، تصنیفی، تحقیقی، اشاعتی مرکز اور ادارہ ہے، جو علمی کام کرنے والوں کی خدمت اور تعاون کے لئے سرگرم اور مصروف عمل رہتا ہے۔

- مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کا اللہ کے فضل وکرم سے ایک عمدہ، شاندار اور قابل قدر کتب خانہ (Library) ہے، جس میں اکثر اسلامی موضوعات، قرآن کریم، تفسیر، حدیث، فقہ، ان کے متعلقات، معقولات، ادب، لغت، تاریخ اور ان کے علاوہ متعدد موضوعات پر بہت اچھا علمی حوالہ جاتی سرمایہ (Refrence Book) فراہم ہے، جس میں تقریباً بائیس ہزار کتابیں، ہزاروں رسائل ومجلّات اور اخبارات کی کثیر فائلیں محفوظ ہیں۔
- ہماری لائبریری میں سترہ سو سے زائد مخطوطات جن میں سے بعض ساتویں صدی ہجری تک کے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ سے موجودہ دور تک کے اکابر علماء، مشائخ، ادیبوں، شاعروں اور برصغیر ہند کے اہل کمال کے ہزاروں خطوط اور تحریریں بھی محفوظ ہیں۔
- لائبریری سے استفادہ کے لئے ہندوستان اور مختلف ملکوں کے دینی اداروں اور یونیورسٹیوں، مختلف طبقات کے اہل علم واہل ذوق آتے رہتے ہیں۔

- اکیڈمی میں تصنیف وتالیف اور تحقیق کا کام ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس وقت ۲۰۲۲ء کے آغاز تک تیس کتابیں شائع ہو چکی ہیں، دس گیارہ کتابیں کمپوز ہو کر طباعت کے لئے تیار ہیں اور چند کتابوں کی کمپوزنگ ہو رہی ہے، انشاء اللہ آئندہ سال تک یہ تعداد چالیس سے بڑھ جائے گی۔
- اکیڈمی کا ایک معیاری، علمی، دینی، تحقیقی، تاریخی مجلّہ ''احوال وآثار'' بھی چھپتا تھا، جس کو ہندوستان کے اعلیٰ درجہ کے رسائل میں شمار کیا جاتا تھا اور ہر طبقہ کے ممتاز اہل علم اس کو پڑھتے تھے۔ مگر کئی سال سے اس کی اشاعت معطل ہے۔
- اس وقت تک دنیا کے متعدد ملکوں سے تقریباً ستّر کتابیں، اردو، عربی، فارسی، انگریزی اور مختلف مغربی زبانوں میں، ایسی شائع ہو چکی ہیں، کہ ان میں اس کا تذکرہ اور اعتراف ہے کہ ہم نے کاندھلہ انڈیا میں مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کے ذمہ داروں اور علمی ذخیرہ اور کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔
- اکیڈمی کی بعض مطبوعات ومضامین کا عربی، انگریزی، ترکی اور بنگالی میں ترجمہ ہو چکا ہے، ان میں سے بعض اشاعت کے لئے تیار ہیں اور بعض پر کام ہو رہا ہے۔
- اکیڈمی کے ذخیرہ سے اس وقت تک، اندازاً پینتالیس ہزار سے زیادہ صفحات کے فوٹو اسٹیٹ (CD,PDF) وغیرہ، اہل علم،

محققین (Scholors) کے تعاون کے لئے جا چکے ہیں اور یہ کام مسلسل جاری رہتا ہے۔
- اکیڈمی کی مطبوعات ومضامین کو، اللہ کے خاص فضل وکرم سے، دنیا بھر کے اہل علم ونظر کی نگاہ میں اعتماد حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے اکیڈمی کی مطبوعات، مجلّہ احوال وآثار اور ڈائریکٹر اکیڈمی کے مضامین، ہر ایک کو ہندپاکستان، برطانیہ، کناڈا اور مختلف عرب ملکوں کے اہل علم وذوق نے افادۂ عام کے لئے، نیٹ پر ڈال رکھا ہے اور یہ سلسلہ بھی روز افزوں ہے۔
- اکیڈمی کے لئے خوشی کی بات ہے کہ پاکستان کے بعض احباب مجلّہ احوال وآثار کے تمام شماروں کو یکجا شائع کرنے کی کوشش اور تیاری کر رہے ہیں۔
- لائبریری سے استفادہ کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے۔
- اکیڈمی کی مطبوعات خریدیئے، پڑھئے، تحفہ میں دیجئے اور قلمی اور مطبوعہ کتابوں سے ہمارے ذخیرہ میں اضافہ کیجئے، کاموں کی فراوانی اور کوشش کے باوجود، مالی وسائل نہ ہونے کے درجہ میں ہیں، ان پر بھی توجہ فرمائیے۔
- مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ کی مطبوعات اور علمی کاموں کی فہرست آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشتملات

نمبر شمار	مضامین	صفحاتِ کتاب	صفحہ نمبر
١	مقصد کی طرف سفر		١۵
٢	حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، مختصر تعارف		١٦

قسم اول
جو کتابیں شائع ہو چکی ہیں

نمبر شمار	مضامین	صفحاتِ کتاب	صفحہ نمبر
٣	رمضان اور اس کے تقاضے [تقاریر: حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی] مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی		١٩
۴	تبرکات [کاندھلہ کے چند اصحاب کے نام حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے چند نادر غیر مطبوعہ مکتوبات مفصل حاشیوں اور متعلقہ معلومات سے مزین]	٩١	٢٠
۵	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی کے معمولات رمضان تالیف: نور الحسن راشد کاندھلوی	٨٨	٢٠

نمبر شمار	مضامین	صفحاتِ کتاب	صفحہ نمبر
٦	بشارت مہادیو اور اسلام	٣٩	٢٠
٧	قاسم العلوم: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی احوال و آثار و باقیات و متعلقات	طبع اول: ۵٧٧ طبع دوم: ٨٢٠	٢٢
٨	تذکرہ حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی	٩٨	٢٣
٩	رسائل اصول حدیث [حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی]	٣٩	٢۴
١٠	سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم	٩٨	٢۴
١١	ایم اے او کالج کے پہلے ناظم دینیات، مولانا عبد اللہ انصاری انبیٹھوی	٢۴٧	٢۵
١٢	تذکرہ مولانا محمد مظہر نانوتوی	١٨٦	٢٦
١٣	استاذ الکل: حضرت مولانا مملوک العلی نانوتوی	٦١٢	٢٧
١۴	فضیلت قرآن [فارسی حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی] ترجمہ اردو نور الحسن راشد کاندھلوی	٦١	٢٨
١۵	مکارم اخلاق [اردو ترجمہ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی]	۴۴	٢٨
١٦	اسمائے بدریین رضی اللہ عنہم [حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی]	۴۴	٢٩
١٧	باقیات فتاویٰ رشیدیہ [ایک ہزار غیر مطبوعہ اور نادر فتاویٰ کا مجموعہ]	٧٦٠	٣٠

نمبر شمار	مضامین	صفحات کتاب	صفحہ نمبر
۱۸	[حضرات شیخینؓ اور اہل بیت کرام کی باہمی رشتہ داریاں، غیر معمولی رابطے اور تعلقات! مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی	۱۰۸	۳۱
۱۹	حالات طیب، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی [تالیف: مولانا محمد یعقوب نانوتوی] مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی	۱۲۷	۳۱
۲۰	مجموعہ مسلسلات حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی [شاہ ولی اللہ کے سامنے پڑھے گئے تین نسخوں سے تصحیح، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اور شیخ محمد یونس جونپوری صاحبان کے تقریباً سو سالہ حواشی وافادات کا مجموعہ ہے] دو سو چالیس صفحات پر مشتمل مفصل مقدمہ	۷۵۰	۳۲
۲۱	النوادر اور الدر الثمین تالیفات: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۴	۳۵
۲۲	بستان المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی [محدثین اور کتب حدیث پر مایۂ ناز تالیف]	۸۳۲	۳۶
۲۳	شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کا اصل مقدمہ ترجمہ قرآن مجید [مقدمہ ترجمہ قرآن تالیف شیخ الہند کے اصل قدیم نسخہ کی طباعت]	۲۵۲	۳۸

نمبر شمار	مضامین	صفحاتِ کتاب	صفحہ نمبر
۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازات تلخیص کتاب علامہ ابن الملقن [مرتبہ: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی] ترجمہ: مولوی ابو الحسن ارشد کاندھلوی	۹۲	۳۹
۲۵	فتاویٰ عالمگیری اور اس کے مؤلفین ومرتبین نور الحسن راشد کاندھلوی	۴۷	۴۰
۲۶	مولانا انعام الحسن نمبر [خاص شمارہ، احوال وآثار]	۷۴۸	۴۱
۲۷	شاہ محمد اسماعیل شہید اور تقویۃ الایمان کے خلاف برپا شورش، تاریخ وحقیقت کے آئینہ میں	۲۰۴	۴۱

چند اور کام جو شائع ہو چکے ہیں

۲۸	العرف الوردي في أخبار المهدي علامہ سیوطی [قدیم عمدہ خطی نسخہ کا عکس]		۴۳
۲۹	الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی [حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری] مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی	۸۰	۴۳
۳۰	نورانی محفلیں [مولانا مفتی افتخار الحسن کاندھلوی کے مواعظ وتقاریر کا مجموعہ]	۳۷۸	۴۴

قسم دوم
وہ کتابیں اور مؤلفات
جو مکمل ہیں اور ان میں سے اکثر کمپوز ہو چکی ہیں

نمبر شمار	مضامین	صفحات کتاب	صفحہ نمبر
۳۱	مجموعہ اربعینات [آٹھ اربعینات کا مجموعہ] مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی		۴۴
۳۲	الكلام المبين في آيات رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم تالیف: مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بے نظیر تالیف ـــ تخریج روایات و متعلقات کے ساتھ محقق نسخہ		۴۵
۳۳	امثال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم [زبان نبوت سے صادر ہوئے عربی کے نادر ترین امثال و محاورات کا مجموعہ] [عربی] تالیف: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی		۴۶
۳۴	تقرير الصلوٰة يا حقيقة الصلوٰة حضرت شاہ عبد القادر کی نماز کے موضوع پر ایک تالیف، قلمی نسخوں سے تصحیح اور مقابلہ کے ساتھ	۶۰	۴۷

نمبر شمار	مضامین	صفحات کتاب	صفحہ نمبر
۳۵	تقویۃ الایمان [شاہ محمد اسماعیل شہید] شاہ صاحب کی زندگی میں لکھے ہوئے قلمی نسخوں، نیز پہلی اور ابتدائی طباعتوں سے مقابلہ اور تصحیح کے بعد مرتبہ صحیح و معتبر ترین متن۔ مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی	۲۴۲	۴۸
۳۶	ردِ رسوم: تالیفِ لطیف: حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی، مہاجر مدنی ترتیب و حواشی: نور الحسن راشد کاندھلوی	۱۱۰	۴۹
۳۷	شیخ الاسلام والمحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ کا تصحیح کیا ہوا اور حافظ کے سامنے پڑھا گیا، نسخہ ہدی الساری [نسخۂ کاندھلہ]		۵۰
۳۸	رتن ہندی اور ان کا دعویٰ صحابیت ائمہ محدثین اور تاریخ کی نظر میں مع ضمیمہ، مزارات براس کی حقیقت		۵۱
۳۹	تذکرہ علامہ جلیل قاضی محمد اعلیٰ تھانوی [مؤلف کشاف اصطلاحات الفنون]	۸۰	۵۲
۴۰	حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی کے سب سے پہلے پیر و مرشد [شاہ احسان علی پٹنی]	۷۰	۵۳

نمبرشمار	مضامین	صفحات کتاب	صفحہ نمبر
۴۱	حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کے اساتذۂ کرام، احوال وتعارف تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی	۵۳	۵۴
۴۲	کالا پانی [پہلی طباعت جو مفقود ہے، کی عبارتوں کے اضافہ کے ساتھ] محقق طباعت مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی		۵۵
۴۳	مختصر تاریخ تھانہ بھون تالیف: مولانا شیخ محمد تھانوی مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی	تقریباً ایک سو صفحات	۵۶
۴۴	تاریخ مظاہر علوم سہارنپور تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی	تقریباً چار سو صفحات	۵۷
۴۵	مولانا فضل حق خیرآبادی کے مکتوبات کا ایک گراں قدر مجموعہ اور علمائے خیرآباد کی تصانیف ومؤلفات کا ایک غیر متعارف مگر نادر وغیر معمولی سرمایہ	تقریباً دو سو صفحات	۵۹
	قسم سوم جو زیر تکمیل ہیں		
۴۶	مجموعہ اسانید [حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی] تالیف: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی		۶۰

نمبرشمار	مضامین	صفحات کتاب	صفحہ نمبر
۴۷	أسانيد علماء الهند علمائے ہند، خصوصاً سلسلہ حضرت شاہ ولی اللّٰہی [جس میں علمائے دیوبند بھی شامل ہیں] کی اسانید کی تحقیق اور ان کی بعض شاخوں اور بعض فروگذاشتوں کا علمی تذکرہ تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی		۶۱
۴۸	مكتوبات الإمام الشاه عبدالعزيز بن ولي الله المحدث الدهلوي	تقریباً سو مکتوبات	۶۱
۴۹	ديوان الشعر العربي للإمام الشاه عبدالعزيز الدهلوي	پانچ سو سے زائد اشعار	۶۲
۵۰	ديوان الشعر العربي لمولانا فضل الحق الخير آبادي مولانا کی خودنوشت دو ذاتی بیاضوں میں درج کلام		۶۲
۵۱	تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمٰن علی مترجمہ ومرتبہ: ڈاکٹر ایوب قادری [ترجمہ کی متن سے جزوی مطابقت تصحیح وترمیم اور اضافات] مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی	اندازاً نو سو صفحات	۶۳

مکتوبات کے چند مجموعے

نمبر شمار	مضامین	صفحاتِ کتاب	صفحہ نمبر
۵۲	نور بصیرت مجموعۂ مکتوبات بنام حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی		۶۴
۵۳	روشنی ہی روشنی [مجموعہ مکتوبات اکابر خانقاہ رائپور و اکابر علمائے ہند، بنام شاہ زاہد حسن صاحب بہٹ]		۶۵
۵۴	چراغ رہ گذر [مجموعہ مکتوبات مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، بنام: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی]		۶۸
۵۵	نورِ سحر اور نسیم صبا [ایک نادر مجموعۂ مکتوبات]		۶۸
۵۶	مونساتِ یونس [حضرت مولانا محمد یونس جونپوری کے نام مولانا کے اساتذۂ کرام اور علماء کے خطوط]		۷۰
	قسم چہارم **جو زیر قلم ہیں، یا جن کا کام ہو رہا ہے**		
۵۷	امام الہند، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، احوال، خدمات، کارنامے، تصانیف و مؤلفات اور تلامذہ	چار سو سے زائد صفحات	۷۱

نمبر شمار	مضامین	صفحاتِ کتاب	صفحہ نمبر
۵۸	اکابرین تبلیغ اور مرکز تبلیغ		۷۲
۵۹	تحریک ۱۸۵۷ء شاملی و تھانہ بھون		۷۴
۶۰	مقدمہ تاریخ کاندھلہ		۷۷
۶۱	حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے احوال، علمی خدمات، حدیث شریف کی تصحیح و تحقیق و اشاعت اور تلامذہ	اندازاً پانچ سو صفحات	۷۸
۶۲	مجموعہ مضامین سلسلۂ ولی اللّٰہی [شاہ ولی اللہ اور شاہ صاحب کے خاندان و اخلاف پر نور الحسن راشد کاندھلوی کے مضامین]	تقریباً پانچ سو صفحات	۸۰
۶۳	قاسم العلوم حضرت نانوتوی احوال و آثار و باقیات و متعلقات [جلد دوم]	تین سو صفحات	۸۰
۶۴	تذکرہ حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی		۸۱
●	ایک اور بڑا علمی منصوبہ		۸۲
●	ایک بڑا منصوبہ اور		۸۲
●	مجلّہ احوال و آثار کاندھلہ		۸۳
●	دو نہایت مبارک اور بڑا علمی کام کرنے کی تمنا		۸۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونُصلی علیٰ رسولہ الکریم. أما بعد!

مقصد کی طرف سفر

ہندوستان کے مرکز سیاست واقتدار، دہلی سے ملا ہوا شمالی مشرق کا وہ علاقہ جس میں ضلع مظفرنگر، شاملی، سہارنپور اوران کے قصبات اور وہ علمی بستیاں آباد ہیں، جن کو مرکز علوم افادات ولی اللّٰہی کہا جاتا ہے اور یہ کہنا بلاشبہ صحیح بھی ہے، مگر عجیب بات یہ ہے کہ اس کے لئے بعد کے ان اداروں کا تو تذکرہ کیا جاتا ہے، جنہوں نے اس سلسلہ کی توسیع اور دینی علمی خدمات کو آگے بڑھانے میں حصہ لیا، مگر ان عالی مرتبت شخصیات کا تذکرہ کہیں نہیں ہوتا بلکہ ان کو جان بوجھ کر اس طرح فراموش کیا گیا ہے کہ ان کا تاریخ اور ملیّ، دینی رہنمائی میں کہیں شمار نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اس خطۂ دوآبہ گنگا جمنا، ضلع مظفرنگر، سہارنپور وغیرہ میں، علوم ولی اللّٰہی کا فیضان، اس کی تعلیم وتربیت کا اثر اوراس کے مزاج وفکر کی تعلیم وتشکیل اوراس ذوق کے افراد تیار کرنے کی سب سے بڑی، سب سے وسیع، جامع مسلسل جدوجہد، حضرت مفتی الٰہی بخش نے فرمائی تھی۔

حضرت مفتی صاحب کو حضرت شاہ عبدالعزیز سے براہِ راست تلمذ اور خود حضرت شاہ صاحب کے قول کے مطابق، ان کے دو اعلیٰ ترین شاگردوں میں سے ایک شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مفتی صاحب نے اس اعتماد ونیابت کا حق پوری طرح سے

ادا کیا اور قربانیوں سے بھرا ہوا سفر کامیابی سے طے کیا[1] اور تقریباً ساٹھ برس تک اس نہج، اس فکر ومزاج اور شاہ صاحبان کی تعلیمات وارشاد، ہر ایک کی ولی اللّٰہی طریقہ کے مطابق، پوری پوری پیروی کرتے ہوئے قائم رکھا اور ہر طرف اس کا فیض پہونچایا۔

حدیث کا درس ہو یا تفسیر وفقہ کا، اصول دین شریعت کی بات ہو، یا عقیدہ وکلام کی، شرک اور غیر اسلامی عقیدوں کا تذکرہ ہو، یا رسوم وبدعات کی تردید، ہر ایک میں ان حضرات کے اسوہ پر چلے، اس کی آواز لگائی، اسی کے لئے جدوجہد کی، اسی طرح کے شاگرد تیار کئے اور اسی کا ماحول بنایا، جس کی وجہ سے اس خطہ میں فکر ولی اللّٰہی پر بہار آئی اور وہی نظریہ، وہی فکر، وہی تعلیمات یہاں کے تمام علماء کے لئے اسوہ ونمونہ بن گئیں اور ان کے ذریعہ سے یہ میراث بعد والوں تک پہنچی، جس کا ایک اثر یہاں بڑے بڑے مدارس اور اہل کمال کا وجود وظہور بھی تھا، یہ سرمایہ وقف عام ہوتا چلا گیا۔ یوں چراغ سے چراغ جلتے گئے، روشنی میں اضافہ ہوتا گیا اور تیرگی کے نشانات کم ہوتے مٹتے گئے اور بلاشبہ:

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

مختصر تعارف

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کا قیام، حضرت مفتی صاحب کی تصانیف، خدمات، کارناموں اوراثرات کے تعارف کے لئے ہوا تھا، اس خطہ میں جو دین کی، علم کی، روحانیت کی سبیلیں اور چشمے جاری ہیں، آخری دور میں جو مشائخ کبار اور علمائے عظام ومدارس

(۱) حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے تھے: کہ میرے دو شاگرد اعلیٰ درجہ کے ہیں، مولوی رفیع الدین اور مولوی الٰہی بخش کاندھلوی۔

وجود میں آئے، ان کا فیضان معنوی بارانِ رحمت کی طرح پوری دنیا پر برسا اور اس برصغیر بلکہ آدھی دنیا کو سیراب وشاداب کر گیا۔

اس کا بنیادی منبع اور تمام اصل اصحاب وکارکنان، حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کے حلقۂ درس اور مجالس ارشاد وتلقین سے وابستہ تھے، حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کے تمام اساتذہ، براہ راست مفتی صاحب کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تربیت اور روحانی تعلیم، حضرت مفتی الٰہی بخش کے بھتیجہ اور خلیفہ، مولانا مظفر حسین کاندھلوی کی فیض صحبت سے ہوئی۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی ہوں یا مولانا مملوک العلی نانوتوی، مولانا شیخ محمد تھانوی اور مولانا غوث علی قلندر پانی پتی، سب حضرت مفتی الٰہی بخش کے شاگرد، حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی کے فیضان علم وحدیث کے جرعہ نوش تھے، حضرت مولانا وجیہ الدین اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے بھی حضرت مفتی الٰہی بخش سے پڑھا تھا۔

ہندوستان کے نامور عالم دین اور محدث، مولانا مرزا حسن علی محدث لکھنوی نے خود صراحت کی ہے کہ وہ مفتی الٰہی بخش کے شاگرد ہیں، مولانا مرزا حسن علی کے ذریعہ سے خاندان علمائے فرنگی محل میں علم حدیث پہنچا، خاندان کاکوری کے بعض بڑے علماء، محدث اور مشائخ بھی مفتی صاحب کے فیضان علم ومعرفت کے جرعہ نوش تھے۔

حضرت مفتی الٰہی بخش کے فرزند، مولانا ابوالحسن حسن کاندھلوی اور بھانجہ مولانا عبدالرزاق جھنجھانوی سے، حضرت حاجی امداداللہ نے دو مرتبہ مثنوی مولانا روم پڑھی تھی۔

کاندھلہ، کیرانہ، تھانہ بھون، مظفرنگر کے اطراف اور نواح سہارنپور، ہر اِک مفتی صاحب کی دینی، علمی خدمات سے مالا مال تھا، ہر ایک میں ان کے بڑے شاگرد،

تربیت یافتہ اصحاب اور اہل نظر فیض یافتہ موجود تھے، جو نہ صرف اس علاقہ، بلکہ ملک کے مختلف حصوں میں علم کے اَیاغ لٹا رہے تھے۔ یہ فیضان اس خطہ سے نکل کر ملک کے دور دراز علاقوں ٹونک، راجستھان اور ادھر صوبہ سرحد وافغانستان تک پہنچ گیا تھا۔ علم وعمل کی گھٹائیں تھیں، جو پھوار برساتی، بارشیں کرتیں، علاقوں کو فیض پہنچاتیں اور علمی، دینی پہلوؤں سے گلزار پر بہار بناتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں۔

کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے والد، مولانا ہدایت احمد گنگوہی بھی اول حضرت مفتی الٰہی بخش سے بیعت تھے، بعد میں حضرت شاہ غلام علی سے وابستہ اور مجاز ہوئے تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی خود صراحت موجود ہے، کہ مجھے میرے والد صاحب نے، حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی سے بیعت کرا دیا تھا۔ حضرت تھانوی اور مولانا خلیل احمد صاحب وغیرہ کا، مولانا مفتی مظفر حسین کی صاحبزادی بی بی امۃ الرحمان [امی بی] کی خدمت میں دعاء کے لئے حاضر ہونے کا دائمی معمول تھا، جس کا کتابوں میں بیسیوں جگہ تذکرہ ہے، مگر بعد کے دور میں اس علاقہ کی دینی، علمی، تعلیمی، روحانی تاریخ کو ایک خاص طرح سے اور ایک نئی ترتیب پر مرتب وپیش کئے جانے کی وجہ سے، مفتی صاحب کی شخصیت اور کارنامے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ ضرورت تھی کہ تاریخ کی ایک بڑی حقیقت، اس علاقہ کی ایک بہت بڑی مرجع کمالات، فیض مآب شخصیت کا تذکرہ زندہ ہو اور ان کی کتابوں، تصانیف اور خدمات کا تذکرہ وچرچہ عام ہو اور ان کو دوبارہ سامنے لایا جائے۔ اس مقصد کے لئے ایک علمی، تحقیقی، اشاعتی ادارہ:

[حضرت] مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کا قیام عمل میں لایا گیا تھا، وسائل کے سو فیصد فقدان، ماحول کے مکمل عدم تعاون

اورکوئی رفیق وہم قدم نہ ہونے کی وجہ سے اس ادارہ کا کام، برائے نام اور گرتے، پڑتے چلتا رہا، لیکن بفضلہٖ تعالیٰ راستہ میں رکنے، ٹھہر جانے اور کام بند کرنے کا کبھی خیال نہیں ہوا، جیسا اور جتنا ہوسکا، اپنے ذاتی، محدودترین وسائل سے ادھار قرض کرکے گاڑی کھینچی جاتی رہی، اگرچہ کام آج تک بھی صحیح پٹری اور ترتیب پر نہیں آیا، تاہم جتنا اور جو بھی کچھ ہوا، اللہ تعالیٰ شانہ کا بہت بڑا فضل ہے، اس کا نہایت کرم ہے کہ اہل علم نے اس کو پسند کیا اور اس سے رجوع واستفادہ کا سلسلہ جاری ہے۔

مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کی، اس وقت تک کی مطبوعات، طباعت کے لئے تیار کتابوں اور جو کام ہورہے ہیں، ان کا مختصر تذکرہ آئندہ صفحات میں پیش ہے، امید ہے قارئین کے لئے مفید ہوگا اور وہ اپنی رائے ومشورہ سے نواز کر ممنون کریں گے۔

[۱]

قسم اول

جو کتابیں شائع ہوچکی ہیں

(۱) رمضان اور اس کے تقاضے (۱)

رمضان المبارک کے موقع پر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی خانقاہ میں کی گئی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تقریروں کا مجموعہ، جو راقم کی پہلی تالیف ہے۔ مرتب: نورالحسن راشد کاندھلوی

طبع اول، کاندھلہ

(۲) تبرکات (۲)

کاندھلہ کے چند اصحاب کے نام حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ کے چند نادر غیر متعارف وغیر مطبوعہ مکتوبات، اردو ترجمہ اور مفصل حواشی کے ساتھ، اکیانوے صفحات۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۳۹۶ھ [۱۹۷۶ء]

ہند پاکستان سے دو اشاعتیں اور

(۳) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی کے معمولات رمضان (۳)

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کا رمضان، آخری دور میں ایک خاص طرح کی مرجعیت حاصل کرگیا تھا، ہند، پاکستان اور افریقہ میں اس کے خاص اجتماعات اور فوائد وثمرات ہوئے، اس تالیف میں ان سب کی تاریخی روداد اور تفصیل درج ہے۔

اٹھاسی صفحات، طبع اول، کاندھلہ ۱۴۰۰ھ [۱۹۸۰ء]

ہند پاکستان کے مختلف اداروں سے دس مرتبہ چھپی ہے۔

(۴) بشارت مہادیو اور اسلام (۴)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ہونا تھا اور حق تعالیٰ شانہ کو اس سے پہلے تمام مذاہب وتعلیمات کی جگہ، ایک جامع مکمل، مرتب ایسا دین پیش کرنا تھا، جو قیامت تک باقی رہے، دنیا کے ہر طرح کے حالات،

اختلافات اور مباحث ومسائل میں ساتھ دے اور وقت کو اس کی رفتار کے مطابق چلانے میں پریشانی نہ ہو۔ چوں کہ مذہب اسلام کو ان تمام مذاہب کا نظام کالعدم کرکے نیا نظام قائم کرنا تھا، اس لئے بے حد ضروری تھا کہ تمام مذاہب کی کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا جائے کہ بعد میں ایسے اہل مذاہب کو تعجب اور افسوس نہ ہو اور جب اسلام کا نیّر تاباں طلوع ہو تو ان لوگوں کو اسلام قبول کرنے میں تکلف اور پریشانی نہ ہو، اس لئے تمام مذاہب کی مذہبی بنیادی کتابوں میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال وعلامات اور پیشین گوئیاں موجود ہیں، اگرچہ ایسی کتابوں کے ماننے والوں نے اس کی کوشش کی ہے کہ اسلام سے متعلق تمام بشارتیں، اپنے، اپنے مذاہب کی تمام کتابوں سے نکال دی اور ختم کردی جائیں، مگر اللہ کا نظام عجیب ہے کہ ان لوگوں کی ہزار کوششوں اور ان عبارتوں کو نکالنے کے لئے، اپنی مذہبی کتابوں میں بار بار ترمیمات کے باوجود، کچھ نہ کچھ بشارتیں اور اشارات آج بھی موجود ہیں۔ **فلحمد للّٰہ!**

منجملہ ایسی کتابوں کے جو خاص طور سے ہندو مذہب کے بنیادی مراجع میں شمار کی جاتی ہیں، اٹھارہ پُران ہیں، اسی میں سے ایک ”برم، اترا کھنڈ پُران“ ہے، جس میں ہندوؤں کے ایک مذہبی پیشوا، برہما کی اپنی بیوی پاروتی سے گفتگو یا بات چیت نقل کی گئی ہے، جس میں برہمانے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی بعض نشانیوں و پیشین گوئیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

اس پُران کے ضروری حصہ کا فارسی ترجمہ مولوی عبدالرحمٰن چشتی نے، اپنی تالیف مرآۃ المخلوقات میں کیا تھا، جس کا مولوی علی متقی [ساکن تیرگاؤں ضلع بارہ بنکی] نے اردو میں ترجمہ کیا ہے، جو تقریباً سو سال پہلے شائع ہوا تھا، اسی ترجمہ کو نئی تمہید کے ساتھ شائع کیا گیا تھا، جس میں ہندوؤں، پارسیوں، بدھوں، عیسائیوں وغیرہ کی مذہبی کتابوں میں موجود حضرت نبی اکرم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ، معتبر ترین حوالوں سے نقل کیا گیا ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۰۵ھ [۱۹۸۵ء] صفحات: ۳۹

(۵) قاسم العلوم، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (۱)
احوال و آثار و باقیات و متعلقات

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی [وفات: ۱۲۹۷ھ] کی بلند شخصیت، ہند پاکستان کی علمی تاریخ میں تعارف سے بے نیاز اور ایسی گراں مایہ ہے کہ ان کے تذکرہ کے بغیر کوئی دینی، اجتماعی کام، تعلیمی ادارہ اور سلسلہ مکمل نہیں ہوتا۔ وہ ایک ایسا مینارۂ نور (Light House) تھے، جس کے احوال و خدمات اور سیرت و شخصیت، امت کے ایک بڑے حصہ کے لئے ڈیڑھ سو سال سے نمونہ رہی ہے اور رہے گی۔

مگر حضرت مولانا نانوتوی کے کثیر تعارف و تذکرہ کے باوجود، ایسی کوئی کتاب موجود نہیں، جو حضرت مولانا کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو الگ الگ واضح اور نمایاں کرسکے، حضرت مولانا کی حیات کی صاف تفصیلات پڑھنے والوں کے سامنے ہوں، اس کتاب میں ایسے ہی پہلوؤں کو واضح کیا

گیا ہے اور حضرت مولانا کی زندگی کے متعدد گوشے اور عنوانات جن کا اب تک کہیں تذکرہ نہیں ہوا تھا، مولانا کے بہت سے علمی آثار جو اب تک غیر متعارف تھے، مکتوبات اور تصانیف و مؤلفات کی مکمل فہرست بھی، پہلی مرتبہ اسی کتاب میں پیش کی گئی اور بھی ایسی کئی کتابوں کا تذکرہ ہے، جن کا اس سے پہلے کبھی ذکر نہیں ہوا۔ ہند پاکستان کے جملہ اہل علم ونظر نے اس کتاب کو حضرت مولانا نانوتوی کے احوال وخدمات پر وقیع اضافہ اور منفرد تالیف قرار دیا ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۲۰ھ [۲۰۰۰ء] صفحات ۵۷۷

طبع دوم، پاکستان لاہور ۱۴۲۱ھ [۲۰۰۱ء] [تین اشاعتیں]

طبع سوم، کاندھلہ ۱۴۳۶ھ [۲۰۱۴ء]۔ صفحات: ۸۲۰

چوتھی اشاعت امید ہے، جلد آئے گی۔ قاسم العلوم کی دوسری جلد بھی زیر ترتیب ہے۔

(۶) تذکرہ حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی (۲)

اس خطہ کی ایک مایۂ ناز اور ممتاز ترین علمی شخصیت، حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی تھے، جو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے سب سے پہلے اور خود شاہ صاحب کی نگاہ میں شاہ رفیع الدین کے بعد سب سے فاضل شاگرد تھے اور جو اکثر علمائے کرام کاندھلہ کے جد تھے اور اس پورے خطہ دوآبہ کے تمام علمی، روحانی سلسلوں کے مدار ومعتمد علیہ اور اکثر بڑے مشائخ وعلماء کے استاد یا استاد الاستاد تھے۔ بہت بڑی علمی، روحانی شخصیت، بڑے مصنف، بڑے شاعر، بڑی نسبتوں کے جامع اور مثنوی حضرت مولانا

جلال الدین رومی کے آخری حصہ کے خاتم ومُکمل تھے، حضرت مفتی صاحب کے علمی کارناموں، قلمی اور دینی خدمات اور چند شاگردوں وخلفاء کا مختصر مگر جامع تذکرہ ہے۔ طبع اول، کاندھلہ ۱۴۲۲ھ [۲۰۰۱ء]

طبع دوم، کاندھلہ ۱۴۳۶ھ [۲۰۱۵ء] مع اشاریہ اٹھانوے صفحات

(۷) رسائل اصولِ حدیث (۳)

حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی جامع علوم وفنون اور نہایت متبحر عالم تھے، ان کی تصانیف میں اصول حدیث پر بھی چار تالیفات یا رسائل موجود ہیں، جن میں سے تین فارسی میں ہیں اور ایک عربی میں، ان میں سے دو رسائل کو نور الحسن راشد کاندھلوی نے، مصنف کے اصل نسخوں سے مرتب کر کے، اردو ترجموں کے ساتھ ایک مختصر مجموعہ کی صورت میں شائع کیا تھا۔

طبع اول، کاندھلہ، محرم ۱۴۲۲ھ [اپریل ۲۰۰۱ء] صفحات: ۳۹

دوسری اشاعت اصول حدیث پر، مفتی صاحب کی ایک جامع تالیف کے اضافہ کے ساتھ متوقع ہے۔

(۸) سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (۴)

سیرت پاک پر علامہ محبّ الدین طبری کی تالیف: ''خلاصة السير'' دنیائے علم اور سیرت کی تصانیف میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، مولانا افتخار الحسن کاندھلوی نے، مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی سے اس کا اردو میں ترجمہ کرایا تھا، جس کے آخری ابواب کی تکمیل مولانا اظہار الحسن کاندھلوی

نے کی تھی، اس ترجمہ کو ضروری حواشی اور مختصر تعارف کے ساتھ شائع کیا گیا، جس کی دس سے زائد طباعتیں، ہند پاکستان سے آچکی ہیں۔

طبع اول، کاندھلہ، محرم الحرام ۱۴۲۲ھ [۲۰۰۱ء] صفحات: ۹۸

طبع دوم، کاندھلہ، ۱۴۳۶ھ [۲۰۱۵ء] صفحات: ۱۱۰

(۹) ایم اے او کالج کے پہلے ناظم دینیات (۵)

مولانا عبداللہ انصاری، انبیٹھوی

سرسید احمد نے مسلم اینگلو اورینٹل کالج کو ایک خاص ترتیب پر قائم کیا تھا، سرسید احمد چاہتے تھے کہ وہاں کے طلبہ کی دینی تعلیم بھی اچھی ہو اور وہ ذہنی اعتبار سے بھی اچھے انسان، اچھے مسلمان ثابت ہوں، اس کے لئے کالج کے آغاز سے قرآن کریم کی تعلیم کے لئے حفظ وناظرہ کے درجات، آٹھویں تک اچھی دینی تعلیم اور صبح میں درس قرآن کا بھی سلسلہ شروع کیا تھا۔ ابتداء میں دینیات کا پورا انظام، کالج اور عربی کے پہلے پروفیسر، مولانا [فیض الحسن] محمد اکبر کاندھلوی دیکھتے تھے، مولانا کی سرپرستی میں ان کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے، مولانا مملوک العلی کے نواسہ اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی کے داماد، مولانا عبداللہ انصاری کا پہلے ناظم دینیات کی حیثیت سے تقرر کیا گیا، اس تالیف میں مولانا عبداللہ انصاری کے احوال، دارالعلوم دیوبند میں تعلیم، مدارس میں درس وافادہ، علی گڈھ میں تقرر اور زندگی کے آخری دنوں تک، جو خدمات انجام دیں ان سب کا معتبر ومستند تذکرہ ہے۔

طبع اول، علی گڈھ، ۱۴۲۷ھ [۲۰۰۶ء] صفحات: ۲۴۷، طبع دوم بمبئی

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس کتاب کے ناشر نے اس میں بعض ترمیمات کی ہیں اور مرتب کی حیثیت سے ایک اور صاحب کا نام بھی لکھ دیا ہے اور کتاب کا نام بھی تبدیل ہو گیا ہے، جو صحیح طریقہ نہیں۔

(۱۰) تذکرہ مولانا محمد مظہر نانوتوی (۶)

حضرت مولانا محمد مظہر [ولادت: ۱۲۳۷ھ/۲۲-۱۸۲۱ء] وفات: ۲۴ رذی الحجہ ۱۳۰۲ھ [۳ را کتوبر ۱۸۸۵ء] حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے چچازاد بھائی، شاہ محمد اسحاق کے ممتاز شاگرد، ہندوستان کی علمی، دینی، تعلیمی خدمات کا ایک محور اور مایۂ ناز عالم تھے، ہمیشہ درس وافادہ میں مشغول رہے۔ اس وقت کے علماء کے معمول کے مطابق، اعلیٰ درجہ کی کتابوں، احیاء العلوم امام غزالی، مجمع بحار الانوار علامہ محمد طاہر پٹنی وغیرہ کی، قلمی نسخوں سے مطابقت وتصحیح اور ان کی عمدہ اشاعت کا اہتمام کیا، مؤطا امام مالک پر حاشیہ لکھا اور پوری زندگی علوم اسلامی کی بڑی بنیادی کتابوں کی تعلیم میں گذاری۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے سب سے پہلے صدر مدرس، قائم مقام ناظم اور شریک انتظام رہے۔ مولانا کے بہت اعلیٰ درجہ کے بہت ممتاز شاگرد ہیں، اس کتاب میں ان سب کا تذکرہ ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۲۸ھ [۲۰۰۷ء] صفحات: ۱۸۶

پہلی اشاعت ختم ہو چکی ہے، دوسری اشاعت اضافات وترمیمات کے بعد آرہی ہے۔

(۱۱) استاذ الکل حضرت مولانا مملوک العلی نانوتوی (۷)

ہندوستان میں عہدِ مغلیہ کے آخری دور کی ممتاز ترین علمی شخصیات اور اک دنیا نے جن سے تعلیم حاصل کی اور مختلف موضوعات وعنوانات پر فرد فرید ثابت ہوئے، ان میں ایک بڑا نام حضرت مولانا مملوک العلی نانوتوی کا ہے، جو جید عالم، جلیل القدر استاذ، ہمہ جہت مدرس، بہت بلند پایہ شخصیت اور عالم گر تھے، مولانا کے فیض صحبت سے حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی جیسے اساطین علم سامنے آئے۔

حضرت مولانا مملوک العلی، دلّی کالج کے صدر مدرس اور ایسے بافیض عالم تھے کہ جو بھی ان کی صحبت میں رہا، سونا بن کر نکلا۔ مولانا کے احوال، خاندان، تربیت وتعلیم، اساتذۂ کرام، دلّی کالج سے وابستگی، تصانیف، دیگر آثار وخدمات اور ممتاز معروف شاگردوں کے احوال پر مشتمل، پہلی جامع کتاب، جو اس وقت تک اس موضوع پر منفرد ہے اور جس کو ممتاز ترین اہل علم ونظر نے ایک بڑی خدمت اور اعلیٰ درجہ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۰ھ [۲۰۰۹ء] صفحات: ۶۱۲

دوسری اشاعت عنقریب آرہی ہے۔

(۱۲) فضیلت قرآن (۸)

ترجمہ اردو: فضل القرآن

حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی نے تھانہ بھون کی ایک خاتون کی فرمائش پر قرآن کریم کے فضائل اور متعلقات پر، ایک مختصر کتاب: فضل القرآن کے نام سے تالیف فرمائی تھی، جو فارسی میں ہے اور اب تک چھپی نہیں، فضیلت قرآن اس کا اردو ترجمہ ہے، اس تالیف میں درج احادیث وروایات وغیرہ کی تخریج وتعلیق کے ساتھ شائع ہوا ہے، ہند پاکستان سے تقریباً دس اشاعتیں آچکی ہیں۔ طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۲ھ [۲۰۱۱ء] اکسٹھ صفحات

(۱۳) مکارمِ اخلاق [اردو ترجمہ] (۹)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق، پوری امت کے لئے اسوہ اور پوری روئے زمین پر اپنی جامعیت، معنویت، بلندی اور تاثیر میں بلاشک وشبہ دنیا کا نادر ترین اور واحد نمونہ بلکہ معجزہ ہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے: ”بُعثت لِأتمّم مکارم الأخلاق“ ان اخلاق عالیہ کی تفصیل وتفسیر بہت وسیع ہے، جس کا بڑی کتابوں میں سمیٹ لینا بھی آسان نہیں، لیکن ان میں سے منتخب ترین اور اخلاق عالیہ کا اجمال، امت کے بڑے بڑے علماء، محدثین، سیرت نگاروں، مشائخ کرام اور مؤرخین نے، کئی موقعوں پر اپنے اپنے انداز سے لکھا ہے، جمع کیا ہے، جس میں سے ایک جامع ترین، دلکش تحریر، پانچویں صدی ہجری

کے دنیا کے بڑے عالم اور امام، حضرت امام غزالیؒ نے اپنی نادرروزگار اور شہرۂ آفاق کتاب، احیاء العلوم میں تحریر فرمائی ہے۔اس تحریر کی جامعیت، معنویت اور تاثیر کی وجہ سے، ہندوستان کے ایک بڑے عالم، مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندی نے، اس کی اردو میں ترجمانی فرمائی تھی، اسی ترجمہ کو مراجعت روایات اور نئی خوبصورت کمپوزنگ میں سلیقہ سے شائع کیا گیا ہے۔نہایت مفید و مؤثر کتاب ہے، ہرایک چھوٹے بڑے کو پڑھنی چاہئے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۲ھ [۲۰۱۱ء] چوالیس صفحات

(۱۴) اسمائے بدریین رضی اللہ عنہم (۱۰)

غزوۂ بدر کبریٰ، اسلام کی عروج وترقی کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی، تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا سنگ میل ہے، اس غزوہ کے اور تمام منافع وبرکات کے علاوہ، اس غزوہ میں شرکت فرمانے والے حضرات، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام بھی صدہزار برکتوں اور رحمتوں کے موجب ہیں، اسی لئے امت کے متعدد اصحاب وعلماء نے اہل بدر کے اسمائے گرامی جمع اور تحریر فرمائے ہیں، جن میں سے ایک رسالہ یا مختصر تالیف: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کی بھی ہے، جس کا پڑھنا، ورد کرنا، ساتھ رکھنا بہت سی برکتوں کا ذریعہ ہے، حضرت مفتی الٰہی بخش کی اس تالیف کو مرتب کر کے سلیقہ سے شائع کیا گیا ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۲ھ [۲۰۱۱ء] چوالیس صفحات، دوسری اشاعت جلدی آرہی ہے۔

(۱۵) باقیات فتاویٰ رشیدیہ (۱۱)

جمع وترتیب اور حواشی: نورالحسن راشد کاندھلوی

برصغیر ہند کے جلیل القدر فقہائے کرام میں، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی [وفات: ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء] کا جو مقام ومرتبہ ہے، وہ اہل نظر خصوصاً بڑے علماء وفقہاء کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ بہت بڑے علماء نے حضرت مولانا گنگوہی کو تفقہ میں علامہ شامی سے فائق اور ابن نجیم کے ہم پایہ قرار دیا ہے، مگر حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ کا کوئی بہت بڑا، جامع اور مکمل مجموعہ مرتب اور شائع نہیں ہوا۔ فتاویٰ رشیدیہ کا صرف ایک مجموعہ حافظ عزیزالرحمٰن صاحب مرادآبادی نے مرتب کرنا شروع کیا تھا، جس کا پہلا حصہ حضرت مولانا کی زندگی میں شائع ہوگیا تھا، دوحصے حضرت مولانا گنگوہی کی وفات کے بعد چھپے، اس کے بعد سے حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ کا کوئی اور مجموعہ نہ جمع ہوا، نہ شائع ہوا۔ تقریباً سوسال بعد مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کی کوشش سے ایک بڑا، عمدہ مکمل مجموعہ مرتب ہوکر شائع ہوا ہے، جس میں ایک ہزار ایسے فتاویٰ شامل ہیں، جو اب تک شائع نہیں ہوئے تھے، ان میں سے تقریباً ساڑھے چار سو خود حضرت گنگوہی کے قلم سے لکھے ہوئے موجود ہیں، فتاویٰ پر مراجع اور حسب ضرورت حواشی کا اضافہ ڈیڑھ سو صفحہ کا مفصل مقدمہ ہے، جس میں قدیم فتاویٰ رشیدیہ کی ترتیب وتاریخ اس کی اشاعتوں اور اس کے حواشی اور زیر نظر اشاعت کے متعلقات کا بھی مفصل ومعتمد تذکرہ ہے۔ طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۳ھ [۲۰۱۲ء] صفحات: ۷۶۰ [اس طباعت کے اکیس سو نسخے شائع ہوئے تھے، جو تقریباً دوسال میں ختم ہوگئے تھے]

طبع دوم، پاکستان ۱۴۳۳ھ [۲۰۱۲ء] صفحات: ۷۶۰۔ پاکستان میں دو طباعتیں اور آچکی ہیں۔ پانچویں اشاعت کاندھلہ سے عنقریب اشاعت کے لئے جارہی ہے۔

(۱۶) حضرات شیخینؓ اوراہل بیت کرام کی باہمی رشتہ داریاں، (۱۲)
غیر معمولی رابطے اور تعلقات

مرتب: نورالحسن راشد کاندھلوی

مشاجرات صحابہ [رضوان اللہ علیہم اجمعین] امت کی علمی تاریخ ومباحث کا ایک خاص حصہ ہے، مگر ان اختلافات کی وجہ سے، حضرات صحابہؓ کی مختلف جماعتوں اور طبقات میں تقسیم اور باہم کشیدہ تعلقات کی روایات غلط اور بہت مبالغہ آمیز ہیں۔اس تالیف میں حضرات اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی تعلقات، ایک دوسرے سے محبتیں اوران کی ایک دوسرے سے کس کس طرح کی رشتہ داریاں اور قرابتیں تھیں اور وہ ایک دوسرے کے نام کیسے محبت سے لیتے تھے،ان ناموں کوآپس میں کس طرح زندہ رکھتے تھے اوراپنے بچوں کوان ہی ناموں سے موسوم کرتے تھے۔کون کس کا بیٹا، کس کا نواسہ اور کس کا پوتا تھا، یہ ایک دلچسپ مطالعہ ہے، جس سے ہمارے یہاں رائج بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا ہے اور حقیقت کوصحیح تاریخی پس منظر میں جاننے میں مدد ملتی ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۴ھ [۲۰۱۳ء] ایک سو آٹھ صفحات
دوسری طباعت تصحیح واضافہ کے ساتھ زیر طبع ہے۔

(۱۷) حالات طیب (۱۳)
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے احوال پر مولانا کے متوسلین ومحبین نے، حضرت مولانا کی زندگی میں لکھنا شروع کر دیا تھا، ایسی مؤلفات وکتب میں سے جو کتاب سب سے پہلے شائع ہوئی، وہ حضرت مولانا کے بچپن کے رفیق وعزیز اور حضرت مولانا کے استاذ ومربی مولانا مملوک العلی نانوتوی

کے فرزند، مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی تالیف ''حالاتِ طیب'' مولانا محمد قاسم نانوتوی ہے، جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی وفات [۱۲۹۷ھ] کے تقریباً چار مہینے بعد بھاولپور سے شائع ہوگئی تھی۔ یہ مختصر تالیف بعد میں بار بار چھپتی رہی، مگر معلوم نہیں جان بوجھ کر یا غلطی سے، اس کی بعد کی اشاعتیں بہت غلط ہوگئی تھیں، اس لئے ضروری محسوس ہوا کہ اس کی سب سے پہلی دونوں طباعتوں کوسامنے رکھ کر، اس کا صحیح نسخہ [متن] تیار کیا جائے، اس کے مندرجات کی تحقیق ہو، اس لئے اس کے سب سے پہلے شائع نسخوں کی مدد سے، اس کا متن صحیح ودرست کیا گیا، اس میں درج شخصیات اور وضاحت طلب تمام باتوں پر مفصل ومختصر حاشیے لکھے گئے، جس سے یہ دستاویزی نوعیت کی تالیف ہوگئی ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۵ھ [۲۰۱۴ء] صفحات: ۱۲۷

(۱۸) مسلسلات (۱۴)

الفضل المبين فی المسلسل من حديث النبي الأمين [ﷺ]
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

تصحیح متن حضرت شاہ ولی اللہ کے سامنے پڑھے گئے نسخوں سے کی گئی ہے، حواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی اور حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

مقابلہ توضیح حواشی اور مراجعت: نورالحسن راشد کاندھلوی

حضرت شاہ ولی اللہ نے ائمہ محدثین کے طریقہ پر اپنی روایات مسلسلات کا مجموعہ مرتب فرمایا تھا اور اس کو:

الفضل المبين فی المسلسل من حديث النبي الأمين [ﷺ]

کے نام سے موسوم کیا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے عہد سے سلسلۂ ولی اللّٰہی کے علماء میں اس کی قرأت وتعلیم اور درس واجازت کا سلسلہ مسلسل چلا آرہا ہے، گذشتہ سو سال میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کے وسیع سلسلۂ درس واجازت کی وجہ سے، اس کی شہرت اور سلسلۂ اشاعت بہت عام ہو گیا تھا، مگر مشکل یہ تھی کہ اس کا صحیح متن مرتب نہیں ہوا تھا اور اس کے رواۃ ومرویات کی علمی، فنی حیثیت پر بحث وتحقیق اور اس کے مندرجات کا تجزیہ نہیں کیا گیا تھا، خود متن اور روایات میں بھی بہت زیادہ غلطیاں تھیں، اس لئے اس کے صحیح متن اور مفصل حواشی وتعلیقات کی ضرورت تھی، اس نسخہ میں اسی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس کی ترتیب وتفصیل یہ ہے:

الف: سب سے پہلے **الفضل المبین** کا متن ایسے تین نسخوں سے مرتب اور صحیح کیا گیا، جن میں حضرت شاہ صاحب نے پڑھایا تھا اور ان تینوں نسخوں پر شاہ صاحب کے قلم سے، اجازات اور بعض افادات تحریر ہیں۔

ب: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نے تقریباً ۱۳۵۰ھ میں مسلسلات پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا تھا، جو شیخ کی وفات [۱۴۰۲ھ] تک جاری رہا، پھر شیخ الحدیث کی حیات ہی میں یہ سلسلۂ تعلیم واجازت حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری، شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کی جانب منتقل ہوا، مولانا نے بھی تقریباً پینتالیس سال

مسلسلات کا درس دیا، دونوں حضرات کا معمول یہ تھا کہ دونوں اس پر مسلسل حواشی اور توضیحات لکھتے رہتے تھے، اسی نسخہ میں دونوں جلیل القدر علماء کے وہ تمام حواشی وافادات، تنقیح مزید اور ان حضرات کے لکھے ہوئے، اشاروں کی مراجعت وتکمیل کے بعد شامل کئے گئے ہیں۔

ج: اس نسخہ کی کامل افادیت کے لئے، **الفضل المبین** کے اس نسخہ کے مکمل متن کا عکس بھی شامل ہے، جس کی خود حضرت شاہ ولی اللہ نے تصحیح وتکمیل فرمائی تھی، اس پر شاہ صاحب کے قلم کی عبارات اور اضافات ہیں اور اس پر حضرت شاہ صاحب کے دستخط بھی ثبت ہیں۔

د: اور یہ بات ہمارے لئے بڑی سعادت ومسرت کی ہے کہ دنیا کے دو بڑے علماء اور محدثین:

- محدث یگانہ علامہ شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ، مقیم ترکی
- شیخ العلماء، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

کی مفصل تقریظات بھی زینت کتاب ہیں۔

اس کے علاوہ مرتب مسلسلات، نور الحسن راشد کاندھلوی نے اس پر تقریباً ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ایک جامع، مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے، جس میں سلسلۂ مسلسلات کی ہندوستان میں ابتداء، مسلسلات پر چند اہم مصنفات، حضرت شاہ ولی اللہ سے مسلسلات کی اجازتیں، مسلسلات اور اس سے ملحق رسائل: النوادر اور

الدر الثمین کی تالیف وترتیب، ان کے مندرجات اوران تینوں رسائل میں، حضرت شاہ صاحب کی سندوں، اجازات اوران کے متعلقات کے علاوہ، مسلسلات کے قدیم نسخوں، اس کی طباعتوں وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے کہا جاسکتا ہے کہ مسلسلات کی آج تک ایسی خدمت وتعلیق نہیں ہوئی۔ یہ مجموعہ چھ سو بائیس صفحات پر مشتمل ہے، جس میں متعدد خطی نسخوں اور متعلقہ اہم تحریروں کے عکس بھی شامل ہیں۔

مسلسلات [الفضل المبین] کی عربی اشاعت

مسلسلات کا یہ نسخہ، جملہ متعلقات کے ساتھ اردو عربی دونوں زبانوں میں شائع ہورہا ہے، اردو کاندھلہ [شاملی، یوپی، ہندوستان] سے شائع ہوئی ہے اور عربی ترکی سے چھپے گی۔

○

(۱۹) (۱۵)

النوادر اورالدر الثمین

[تالیفات: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی]

مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی

حضرت شاہ ولی اللہ کے مجموعۂ مسلسلات کے جو نسخے چھپے ہیں، وہ شاہ صاحب کے تین رسائل:

الفضل المبین، النوادر اور الدر الثمین

کا مجموعہ ہیں، مگر الفضل المبین کے علاوہ، دونوں رسائل کی حضرت

شاہ صاحب سے کوئی معتبر اجازت دریافت نہیں اور شاہ صاحب کے دور کا، یا شاہ صاحب کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا نسخہ بھی اس وقت تک سامنے نہیں آیا، اوران دونوں رسائل میں صرف ایک روایت ایسی ہے، جس کو مسلسلات میں شامل کیا جاسکتا ہے، اس لئے ان دونوں کو الفضل المبین سے علیحدہ اور مستقل شائع کیا گیا ہے، نئی طباعت کے لئے دونوں رسائل کے متن کی، مولانا مفتی عبدالقیوم بڑھانوی کے قلم سے لکھے ہوئے نسخے سے مطابقت وتصحیح کی گئی ہے اوران دونوں پر بھی الفضل المبین کی طرح، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی اور حضرت الاستاذ مولانا محمد یونس صاحب جونپوری کے افادات وحواشی درج تھے، جن کو اصول سے مراجعت ومطابقت اور مکمل حوالوں اور تنقیح کے بعد، اس اشاعت میں شامل کیا گیا ہے۔ صفحات: ۱۱۴

(۲۰) بستان المحدثین (۱۶)

مقدمہ ترتیب، ضمائم ومتعلقات: نورالحسن راشد کاندھلوی

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی [وفات: ۱۲۳۹ھ] کی نہایت مفید، معتبر، مستند عالمی شہرت کی حامل اور ہر پہلو سے استفادہ کے لائق کتاب ہے۔

بستان المحدثین فارسی میں ہے، سب سے پہلے ۱۲۷۷ھ میں چھپی تھی، اوراس کا اردو ترجمہ، جو دارالعلوم دیوبند کے ایک استاذ، مولانا عبدالسمیع دیوبندی نے کیا تھا، یہ ترجمہ کثرت سے چھپتا رہا، لوگ اس کو پڑھتے اور فائدہ اٹھاتے رہے۔ ضرورت تھی کہ اس ترجمہ کی اصل متن سے مراجعت ومطابقت ہو، مصنف کے مآخذ تلاش کرکے، ان کے حوالے لکھے جائیں، یہ خدمت

مولانا ڈاکٹر محمد اکرم ندوی صاحب [آکسفورڈ یونیورسٹی] نے اس کے حواشی وتعلیقات کی خدمت انجام دی تھی، جس کی نورالحسن راشد کاندھلوی نے مکمل مراجعت اور تصحیح کی ہے اور اس پر اضافے بھی کئے ہیں، اس کے علاوہ اس کتاب کے علمی، افادی پہلوؤں کا بھی تذکرہ ہے۔

ممتاز اہل علم ونظر نے بستان المحدثین سے کس کس طرح استفادہ کیا ہے، ان سب کا تذکرہ بھی اس کتاب کی اہمیت جاننے کے لئے ضروری تھا، اسی ترتیب واصول پر بستان المحدثین کا ایک عمدہ نسخہ، مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ سے ۱۴۳۷ھ [۲۰۱۶ء] میں شائع ہوا تھا، یہ ایڈیشن بحمداللہ سبحانہ چند دنوں میں ختم ہوگیا تھا، نئی طباعت کے لئے اس پر دوبارہ مکمل نظر کی گئی، حوالوں کی مزید تحقیق وتصحیح اور اضافے ہوئے، مفصل مقدمہ لکھا گیا، جس میں اس کتاب کی اہمیت، افادیت، معنویت اور دنیا کے ممتاز علماء اور اہل نظر کی تصانیف میں عالمی سطح پر جو استفادہ ہوا ہے، اس پر بھی کچھ روشنی ڈالی گئی ہے، جزئیات ومتعلقات کی جستجو کی گئی ہے، بستان کے قلمی نسخوں، تمام فارسی طباعتوں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجموں اور ان کے متعلقات کا بھی علمی، تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے، اردو ترجمہ کی فارسی متن سے جزوی مطابقت، مفصل حواشی، تحقیق مراجع، مصنف اور مترجم کا علمی تعارف اور بستان کے مختلف زبانوں میں ترجموں پر بھی نظر ڈالی گئی ہے، جس کی وجہ سے بستان کی یہ طباعت، اپنے آپ میں مستند کاوش اور ایک معتبر دستاویز بن گئی ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۷ھ [۲۰۱۶ء] صفحات: ۴۱۰

طبع دوم، ندوۃ المصنفین، لاہور ۱۴۳۷ھ [۲۰۱۶ء] طبع سوم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

پہلی طباعت چارسو دس صفحات پر مشتمل تھی۔

جس میں حضرت شاہ عبدالعزیز کی مہر ودستخط سے مزین خانوادۂ کاندھلہ کی جائیداد کی ایک دستاویز اور شاہ صاحب کی تحریر اور مہر سے مزین ایک فتویٰ کا عکس بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ بستان کے خطی نسخوں، طباعتوں اور ترجموں کے صفحات کے عکس بھی شامل ہیں۔

نئی طباعت ضمیموں اور متعلقات کے ساتھ ۸۳۲ر صفحات پر آئی ہے۔

(۲۱) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۷)
کا اصل مقدمۂ ترجمۂ قرآن مجید

ترتیب وتالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی [وفات: ۱۸؍ربیع الاول ۱۳۳۹ھ۔ مطابق ۲۰؍نومبر ۱۹۲۰ء] کا اردو ترجمۂ قرآن مجید کثرت طباعت وافادہ میں منفرد مقام رکھتا ہے اور کسی تعارف کا محتاج نہیں، اس ترجمہ کے ساتھ ایک مقدمہ بھی چھپتا ہے، جس کو شیخ الہند کے ترجمۂ قرآن کا مقدمہ خیال کیا جاتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ترجمۂ قرآن کی عام طباعتوں کے ساتھ جو مقدمہ چھپتا ہے، وہ غالباً شیخ الہند کا نہیں ہے۔ شیخ الہند نے اپنے اردو ترجمۂ قرآن کریم کے لئے ایک مفصل مقدمہ لکھا تھا، جو اس متعارف مقدمہ کے علاوہ ہے۔

شیخ الہند کا، اصل مقدمہ شیخ الہند کی زندگی کے آخری مہینوں میں چھپنے کے لئے چلا گیا تھا، جو شیخ الہند کی وفات کے بعد شائع ہوکر آگیا تھا، مگر

شیخ الہند کے ترجمۂ قرآن کے ساتھ اس کو شائع نہیں کیا گیا۔ ترجمہ کے ساتھ شیخ الہند کے نام سے جو مقدمہ چھپتا ہے، وہ غالباً شیخ الہند کا نہیں ہے۔
اس کتاب میں مقدمۂ ترجمہ شیخ الہند کے اصل نسخے یا پہلی طباعت کو شائع کیا گیا ہے، جس میں ترجمہ شیخ الہند کا پس منظر، اس کی ترتیب وتالیف کی رفتار اور اس ترجمہ پر شیخ الہند کے جو حواشی ناتمام رہ گئے تھے، ان کی تفصیلی روداد، معتبر مراجع ومآخذ سے درج ہے۔ لائق مطالعہ کتاب ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۷ھ [۲۰۱۶ء] دوسو باون صفحات

(۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازات (۱۸)

ترجمہ: [مولوی] ابوالحسن ارشد کاندھلوی

سیدالاولین والآخرین حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو سب سے بڑی بات اور حقیقت ہے، وہ بس یہی ہے کہ:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق، تمام دنیا کے اہل اخلاق سے بڑھ کر اور آپ کے کمالات ومحاسن کا ایسا درجہ ہے جہاں اہل محاسن وکمالات کی پرواز اور گذر بھی نہیں۔ اس لئے محدثین کرام، ائمہ سیرت ومؤرخین دونوں کی ان موضوعات پر علیحدہ علیحدہ توجہ رہی ہے، اخلاق نبوی پر نسبۃً زیادہ اور خصائص وامتیازات پر کسی قدر کم تالیفات ہیں، لیکن جو بھی ہیں غیر معمولی ہیں، جس میں ایک بہت اہم تالیف، علامہ ابن الملقن کی:

غاية السؤل في خصائص الرسول صلى الله عليه وسلم

ہے۔

حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کو **غایة السؤل** کا ایک معتبر ومستند نسخہ ملا تھا، جو علامہ اصیل الدین محدث کا تھا، مفتی صاحب نے اس کی تلخیص کی تھی۔ یہ اردو اشاعت، کسی قدر اور تلخیص کے ساتھ اس کا ترجمہ ہے، جس میں کتاب کے خطی نسخوں سے مراجعت کے بعد اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔
اردو ترجمہ مولوی ابوالحسن ارشد کاندھلوی نے کیا ہے۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۷ھ [۲۰۱۶ء] بانوے صفحات

(۲۳) فتاویٰ عالمگیری اور اس کے مرتبین (۱۹)

تالیف: نور الحسن راشد کاندھلوی

ہندوستان کے فقہ حنفی کے سرمایہ میں، فتاویٰ عالمگیری کا مقام ومرتبہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری کس وقت، کن حالات میں تالیف ومرتب ہوئی، اورنگ زیب عالمگیر نے اس مجموعہ فتاویٰ کی ترتیب وتدوین کے لئے کیا منصوبہ بنایا تھا اور اس کے لئے کیا نظام وترتیب قائم کی گئی تھی، اس کے مرتبین کون کون تھے، ان کا اس وقت کی دینی، علمی دنیا میں کیا مقام تھا، اس کی تفصیل۔ فتاویٰ عالمگیری کے شرکائے تصنیف، ان کے لئے شاہی عطایا اور مناصب، سب کا اس تالیف میں تذکرہ ہے۔ اردو اور عربی دونوں زبانوں میں سے شائع ہوچکی ہے۔ مکتبۂ اتحاد، دیوبند: ۱۴۳۹ھ، سینتالیس [۴۷] صفحات ہیں۔
پہلی طباعت میں اس کا پہلا باب شائع نہیں ہوا تھا، اس پہلے باب میں سلطان محمود غزنوی کے عہد سے فتاویٰ عالمگیری کی تالیف وتدوین تک، جو اہم مجموعہائے فتاویٰ یا کتب فقہ حنفی ہندوستان میں مرتب ہوئیں، ان کا بھی

علمی تذکرہ ہے، جو اس موضوع کے طلبہ کے لئے عمدہ تحفہ ہے۔

(۲۴) مولانا انعام الحسن نمبر (۲۰)

[خاص شمارہ احوال و آثار]

تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی

مفتی الٰہی بخش اکیڈمی نے ایک اعلیٰ، علمی، معیاری سہ ماہی مجلّہ، احوال و آثار کی طباعت کا سلسلہ شروع کیا تھا، جو اگرچہ مسلسل نہیں چلا، مگر اپنی اس مختصر زندگی میں، اس نے دو اہم خاص نمبر بھی شائع کئے تھے، جس میں تبلیغی جماعت کے تیسرے امیر، مولانا انعام الحسن صاحب اور مرکز تبلیغ بنگلہ والی مسجد کے انتظامی ذمہ دار اور شیخ الحدیث، مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی پر ایک ضمیمہ شامل ہے۔ یہ خاص مجلد شمارہ، عمدہ ٹائٹل سے آراستہ، تقریباً ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔

طبع اول، کاندھلہ شوال ۱۴۱۶ھ تا جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ

[اپریل ۱۹۹۶ء تا دسمبر ۱۹۹۷ء۔ سات شمارے۔ صفحات: ۷۴۸]

طبع دوم لاہور

(۲۵) شاہ محمد اسماعیل شہید اور تقویۃ الایمان کے خلاف (۲۱)
برپا شورش، تاریخ و حقیقت کے آئینہ میں

تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کی تالیف: تقویۃ الایمان، ہندوستان کے دینی، اسلامی، علمی ذخیرہ کی ایک غیر معمولی فکر انگیز اور بڑا انقلاب پیدا کرنے والی کتاب ہے، جو اپنے زمانہ تصنیف سے قریبی دور تک ہندوستان

میں سب سے زیادہ چھپنے والی اور مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کی اصلاح و تربیت کرنے والی، نیز عمل پر ابھارنے والی کتاب تھی، جس کی وجہ سے اس کی مخالفت بھی خوب ہوئی، طرح طرح کی باتیں کہی گئیں اور کتابیں لکھی گئیں، مگر ان اعتراضات کی کیا حقیقت ہے، تقویۃ الایمان کے خلاف جن لوگوں نے شورش برپا کی وہ کس مقام و مرتبہ کے لوگ تھے۔

تقویۃ الایمان کے زمانۂ سن تالیف، معتبر خطی نسخوں اور اس کے شیخ عبدالوہاب نجدی کی کتابوں سے متاثر نہ ہونے اور صحیح اسلامی فکر کی ترجمانی کی بحثوں، تقویۃ الایمان میں تحریف و ترمیم کی بے بنیاد باتوں اور ان کے متعلقات کا علمی، معروضی انداز میں مفصل جائزہ لیا گیا ہے، جس میں تقویۃ الایمان کے ایسے معتبر و قدیم نسخوں سے جو مصنف کی زندگی کے لکھے ہوئے ہیں اور تقویۃ الایمان کی چند اور قدیم ترین طباعتیں، جس میں وہ اشاعت بطور خاص شامل ہے، جو مولانا سید محبوب علی جعفری کے اہتمام سے ان کے مطبع دارالسلام سے چھپی تھی اور اس پر مولانا جعفری کا حاشیہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ تقویۃ الایمان سے متعلق اور بھی جو سوالات ہیں، ان سب کا بھی اس میں تذکرہ ہے، اس کو ہندوپاکستان کے سنجیدہ علمی حلقوں میں توجہ و اہتمام سے پڑھا گیا اور اس کا وزن محسوس کیا گیا۔

طبع اول، کاندھلہ، شوال المکرّم ۱۴۲۹ھ تا ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

[اکتوبر ۲۰۰۸ء، تا مارچ ۲۰۰۹ء، صفحات: ۲۰۴]

اس شمارہ کا نیا ایڈیشن، کثیر اضافوں کے ساتھ، کتابی صورت میں آئے گا، جس میں نئی اہم معلومات کا اضافہ متعلقہ عنوانات و مباحث پر

نظرثانی وتکمیل اور متعدد دستاویزات واصل تحریرات کے فوٹو بھی شامل ہوں گے، کام ہورہا ہے، امید ہے جلد ہی شائع ہوگی۔

○

چند اور کام جو شائع ہوچکے ہیں

(۲۶) العرف الوردي في أخبار المهدي (۲۲)

علامہ جلال الدین سیوطی کی مشہور تالیف ہے، جس سے کثرت سے استفادہ کیا جاتا ہے، العرف الوردی کے ایک عمدہ قلمی نسخہ کا جو مشہور عالم، مولانا مفتی محمد ایوب پھلتی، بھوپال کے قلم سے ہے، عمدہ فوٹو ہے۔ نورالحسن راشد کاندھلوی کی تمہید کے ساتھ۔

(۲۷) الدليل القوي على ترك القراءة للمقتدي (۲۳)

مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی

ترک قرأت خلف الامام پر، حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی ایک اہم تالیف ہے، جس کا اس کے زمانۂ اشاعت میں بہت زیادہ فائدہ ہوا تھا۔ یہ کتاب فارسی میں تھی، جس کا خود حضرت مولانا سہارنپوری نے اردو ترجمہ بھی شائع کیا تھا، اسی اردو ترجمہ کو تصحیح، تحقیق مراجع اور حواشی کے ساتھ، نئی کمپوزنگ سے شائع کیا گیا۔

طبع اول، کاندھلہ ۱۴۳۷ھ [۲۰۱۶ء] اَسّی صفحات

(۲۸) نورانی محفلیں (۲۳)

کاندھلہ کی موجودہ دور کی ممتاز اور مرجع عوام وخواص شخصیات میں، مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی کا نام اس خطہ میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ مولانا کی اس علاقہ اور دور دراز شہروں وخطوں میں بھی کثرت سے دینی، اصلاحی تقریریں ہوتی تھیں، جو خاص طور سے احادیث شریفہ کے متون اور ان کی موجودہ حالات سے مطابقت اور اپنی تاثیر میں ممتاز تھیں، مولانا کی ان تقریروں اور مواعظ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا، اول ان کی علیحدہ علیحدہ طباعتیں ہوئیں، بعد میں مطبوعہ تقریروں کا ایک مجموعہ، حوالوں وغیرہ پر نظر ثانی وتصحیح کے بعد نورانی محفلیں کے نام سے شائع کیا تھا۔

مکتبۂ نور کاندھلہ، ۱۴۳۷ھ [۲۰۱۶ء] صفحات: ۳۷۸

۲

قسم دوم

وہ کتابیں اور مؤلفات

جو

مکمل ہیں اور ان میں سے اکثر کمپوز ہوچکی ہیں

(۲۹) مجموعۂ أربعينات (۱)

ترتیب، تخریج، ترجمہ: نورالحسن راشد کاندھلوی

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے اپنی متعدد تحریرات وخطوط اور آپ بیتی میں تذکرہ کیا ہے، اور زبانی بھی کبھی کبھی کہتے تھے کہ:

''ہمارے بچپن میں مجموعۂ چہل احادیث[اربعینات] چھپا ہوا تھا، جو ہمیں سب بچوں کوزبانی پڑھایااوریادکرایاجاتا تھا''۔

مجھے شیخ سے یہ بات سن کراس مجموعہ کی تلاش کا اشتیاق ہوا تھا، تلاش کیا تو اس کی پرانی طباعت کے، جس کا شیخ تذکرہ فرماتے تھے، ایک دو نسخے مل گئے ، میں نے تعلیم سے فراغت کے بعد، جن کتابوں پر سب سے پہلے توجہ کی بھی، ان میں سے ایک کام اس مجموعہ اربعینات کی تخریج وتعلیق اور اردو ترجمہ کا بھی تھا، اس مجموعہ میں حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کی مرتبہ دو اربعینات کا اضافہ کیا گیا، اس طرح آٹھ اربعینات کا یہ مجموعہ مرتب ہوگیا تھا، تخریج روایات اور ترجمہ کے علاوہ، ان اربعینات کے مرتبین کے مختصراحوال بھی شامل ہیں۔تقریباً ڈیڑھ سوصفحات ہوں گے۔

(۳۰) الکلام المبین فی آیات رحمة للعالمین (۲)

[صلى الله عليه وسلم]

تالیف: مولانامفتی عنایت احمد کاکوروی

[معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بے نظیر تالیف۔
تخریج روایات ومتعلقات کے ساتھ محقق نسخہ]

مرتب: نورالحسن راشد کاندھلوی

یہ تالیف جومعجزاتِ نبوی کے مختصرنام سے مشہور ہے، مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی کی ایک بلند پایہ خدمت اورسیرت کے موضوع پرایک نادر تالیف ہے، جس میں تین سومعجزات کا حوالوں اورمراجع کے ساتھ تذکرہ ہے۔یہ

کتاب کئی مرتبہ چھپی اورایک زمانہ تک بعض مدرسوں کے نصاب میں بھی شامل رہی، مگرافسوس کہ بعد کی تمام طباعتوں میں اس کے حوالے نکال دیئے گئے اوراس کا نفع ایسانہیں رہا، جیسا ہونا چاہئے تھا۔حالانکہ کم ازکم اردو میں معجزات کے موضوع پر، اس جیسی کتاب نہیں ہے۔اس کی جامعیت ، افادیت اوراہمیت کی وجہ سے، اکیڈمی نے اس کی نئی اورمحقق اشاعت کا ارادہ کیا ہے، مفتی عنایت احمد صاحب کی منقولہ روایات ومندرجات کو، تحقیق وتخریج اوراس کی سب سے پہلی طباعت اورمصنف کی نظرثانی کی ہوئی ایک اورطباعت کوسامنے رکھ کرمرتب کیا ہے۔

اس کتاب کوعمدہ حلیہ میں پیش کیا جائے گا، اِن شاءاللہ! کمپوزنگ ہورہی ہے، تقریباً تین سوصفحات میں مکمل ہوگی۔

(۳۱) أمثال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (۳)

تالیف: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی

حضرت رسول اکرم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کی زبان نبوت سے صادر ہوئے، عربی کی نادرترین امثال ومحاورات ہیں، جو''کلام الملوك ملوك الكلام'' کی دنیا بھرمیں سب سے بہترین اوراعلیٰ سے اعلیٰ ترین نمائندگی فرماتے ہیں۔امام احمد نے مسند میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزارامثال منقول ہیں، مگرامثال نبوی پر بہت کم علماء ومحققین نے توجہ فرمائی ہے، ایسی نادر وکمیاب تالیفات میں سے ایک کتاب، حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کی تالیف، امثال نبوی

بھی ہے، اس تالیف میں مفتی صاحب نے امثال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جمع فرمائی ہیں، جس کو حدیث شریف کی کتابوں اور امثال نبوی کی مصنفات سے تصحیح ومراجعت کے بعد مرتب ومکمل کیا گیا ہے، تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳۲) تقریر الصلوٰۃ یا حقیقۃ الصلوٰۃ (۴)

تالیف

حضرت شاہ عبدالقادر، صاحب موضح قرآن
ابن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی

اردو میں ترجمہ قرآن کے لئے برصغیر ہند میں ملت کے سب سے بڑے پیشوا اور بلاغت وفہم قرآن میں بعض موقعوں پر، ائمہ متقدمین سے بھی فائق ہیں، مگر حضرت شاہ عبدالقادر کی یہی ایک علمی، تحریری یادگار اور کارنامہ نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے نماز کے موضوع پر ایک رسالہ اور تقدیر کے موضوع پر بھی ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا، رسالۂ نماز کا نام تقریر الصلوٰۃ ہے، جو حقیقۃ الصلوٰۃ یا رسالہ بے نمازاں کے نام سے، سو سال سے زائد عرصہ تک چھپتا رہا اور جو بچوں کی تعلیم اور نصاب کا ضروری حصہ تھا، لیکن اب اس کو ہمارے دینی، علمی طبقہ نے بالکل فراموش کر دیا ہے، ادھر تقریباً پچاس سال کے عرصہ سے اس کی اشاعت کا سلسلہ بھی ختم ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر سے عالی مرتبہ نسبت اور رسالہ کی دینی افادیت کی

وجہ سے، اس کا متن، حضرت شاہ عبدالقادر کے قریب العہد قلمی نسخوں، قدیم ترین طباعتوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے، اختلافات متن حاشیے میں درج ہیں، جس سے اس نہایت مفید اور گراں بہا تالیف اور رسالہ سے استفادہ کیا جا سکے گا۔ بچوں کی تعلیم کے لئے بہت مفید ہے، اور بڑوں کے لئے بھی اس کی افادیت کچھ کم نہیں۔ تقریباً ساٹھ صفحات۔

(۳۳) تقویۃ الایمان (۵)

مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی

پچھلے دوسو سال میں اردو کی سب سے زیادہ چھپنے والی، انقلاب آفریں اور نظریہ ساز تالیف: ''تقویۃ الایمان'' برصغیر کی علمی، روحانی دنیا میں تعارف کی ذرا محتاج نہیں، اس کی اندازاً اب تک دوسو طباعتیں آچکی ہیں، اور اس کی وجہ سے بہت سی بحثیں اور اختلافات بھی پیدا ہوئے، مگر اس کی اہمیت وافادیت، معنویت اسی طرح باقی ہے۔ آخر کے دور میں اس کے استناد پر سوالات کئے گئے، بعض حضرات نے تقویۃ الایمان کے شاہ محمد اسماعیل شہید سے انتساب پر شبہ بھی ظاہر کیا، بہت سوں نے کہا کہ اس میں ترمیم وتحریف ہوئی ہے، مگر یہ سب باتیں تقریباً بے بنیاد اور ناقابل توجہ ہیں۔

ان ہی سوالات واعتراضات کی وجہ سے، تقویۃ الایمان کو اس کے مصنف شاہ محمد اسماعیل شہید [۱۲۴۶ھ] کی حیات اور اس کے قریبی دور کے لکھے ہوئے قلمی نسخوں سے، دوبارہ مرتب کیا گیا ہے، ایسے پانچ نسخے سامنے رہے ہیں، جن میں سے ایک، بظاہر نسخۂ مصنف کی نقل ہے۔

تقویۃ الایمان کی پہلی طباعت [مطبوعہ کلکتہ] سے بھی جو شاہ محمد اسماعیل کی

حیات کی چھپی ہوئی ہے اور تقویۃ الایمان، مرتبہ مولانا سید محبوب علی جعفری [جو مولانا جعفری نے اپنے حاشیہ کے ساتھ خود چھپوائی تھی] سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، جملہ اختلافات تحریر و قرأت حاشیہ میں درج ہیں۔ امید ہے کہ یہ تقویۃ الایمان کا سب سے مستند نسخہ ہوگا۔

(۳۴) ردّ رُسوم (۶)

تالیفِ لطیف

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی

وفات: ۱۲۸۳ھ [مہاجر مدنی، دفین بقیع]

ترتیب و حواشی: نور الحسن راشد کاندھلوی

حضرت سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی تحریک تردید رسوم و بدعات اور اصلاح معاشرہ، برصغیر کی سب سے پہلی تحریک تھی، جو اس ملک پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی اور جس کے منافع و اثرات ہم اب تک دیکھ رہے ہیں۔

جب یہ تحریک برپا ہوئی، اسی وقت سے اس کے مقاصد اور تعلیمات کو عام کرنے کے لئے عملی کوششوں کے علاوہ، تحریر و تصنیف کا بھی ایک بہت بڑا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی نے بھی، جو سید احمد شہید سے فیض پائے ہوئے، حضرت شاہ محمد اسحاق محدث کے شاگرد اور ان کے بھائی شاہ محمد یعقوب کے خلیفۂ مجاز تھے، مسلمانوں میں رائج بعض رسومات اور بدعات وغیرہ کی حقیقت واضح کرنے کے لئے، ردّ رسوم کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی تھی، جو سادہ زبان میں، مگر نہایت پرتاثیر ہے۔

اس کا اس وقت تک صرف ایک نسخہ معلوم ہے، جو حضرت حافظ ضامن شہید تھانوی کے قلم سے ہے، اسی کو تخریج احادیث و مسائل کے بعد مرتب کیا گیا ہے، تقریباً ایک سو دس صفحات ہیں۔

(۳۵) شیخ الاسلام والمحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی (۷)

اور

حافظ کا تصحیح کیا ہوا اور حافظ کے سامنے پڑھا گیا

نسخۂ ھدی الساری

[نسخۂ کاندھلہ]

تالیف: نور الحسن راشد کاندھلوی

شیخ الاسلام حضرت حافظ ابن حجر [احمد بن علی بن حجر وفات: ۸۵۲ھ] دنیائے اسلام کے ممتاز ترین محدثین میں سرفہرست ہیں، حافظ صاحب کی شرح بخاری فتح الباری بھی دنیا کے تمام طلباء و اساتذۂ حدیث اور جملہ محدثین کرام کا اہم ترین بنیادی مرجع ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر نے بخاری شریف کی ایک اور بڑی مفصل شرح لکھنی شروع کی تھی، اس کے لئے اسی شرح کے شایان شان ایک بڑا مقدمہ بھی تحریر فرمایا تھا، جو مقدمۂ فتح الباری یا ہدی الساری کے نام سے مشہور ہے۔

ہمارے ذاتی کتاب خانہ میں، ہدی الساری کا ایک ایسا نسخہ موجود ہے، جو ۸۲۰ھ کا لکھا ہوا ہے، جس میں حافظ ابن حجر نے پڑھایا ہے، اس پر حافظ ابن حجر کی سماعات و تحریرات درج ہیں، اس نسخہ کے تعارف کے لئے حافظ ابن حجر عسقلانی کا مختصر تذکرہ لکھا تھا، جس میں دنیا میں ہدی الساری

کے جوقدیم ومعتبر نسخے معلوم ہیں، ان کا بھی ضمناً تعارف درج ہے۔ اردو میں حافظ کے حالات پر غالباً پہلی تحریر ہے، جس کو کتابی صورت میں شائع کیا جارہا ہے، تقریباً ایک سو بیس صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳۶) رتن ہندی اوران کا دعویٰ صحابیت (۸)

ائمہ محدثین اور تاریخ کی نظر میں

تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی

ساتویں صدی ہجری کی ہندوستانی شخصیات میں، ایک نام رتن ہندی، بابا رتن یا حاجی رتن کے نام سے آتا ہے۔ حاجی رتن نے ساتویں صدی ہجری میں اپنے صحابی ہونے کا دعوی کیا، یہ دعویٰ کس قدر صحیح ہے۔ رتن ہندی کون تھے، ان کا تاریخی تعارف، ان کے متعلق ائمہ محدثین اور رجال حدیث کی تحقیقات وتصریحات اوران کے دعوؤں کے بےحقیقت ہونے کی ائمہ محدثین کی تحریرات سے وضاحت، بعض ہندوستانی علماء نے جو ان کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اس پر بھی علمی روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں ہندوستانی تاریخ اور مؤرخین کیا کہتے ہیں، اس کا ایسا تذکرہ، جس کے ذریعہ سے ایک واضح فیصلہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔

ضمیمہ

مزارات براس کی حقیقت

پنجاب میں سرہند سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک جگہ براس ہے، جہاں چند حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات کے متعلق چند مکاشفات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ گذشتہ بارہ پندرہ سال میں لوگوں نے اس کو کچھ زیادہ

ہی اہمیت دیدی ہے اور کثرت سے وہاں کے سفر ہونے لگے ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ اس کو واضح کیا جائے کہ ان مزارات اوران سے متعلق مکاشفات کی کیا حقیقت ہے؟ اور کیا علمی وتاریخی طور پر ان کا کوئی ثبوت ہے۔ اس ضمیمہ میں اسی پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو انشاء اللہ رتن ہندی کے ساتھ شائع ہوگا۔

(۳۷) تذکرہ (۹)

علامۂ جلیل قاضی محمد اعلیٰ تھانوی

[مؤلف کشاف اصطلاحات الفنون]

تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی

کشاف اصطلاحات الفنون، ہندوستانی علمی ذخیرہ کی ایسی نادر روزگار اور شہرۂ آفاق تالیف ہے کہ شاید ایسی دوسری کوئی کتاب، اسلامی کتاب خانہ میں موجود نہیں۔

کشاف اصطلاحات الفنون کے مصنف، علامۂ جلیل قاضی محمد اعلیٰ تھانوی [وفات:۱۱۹۱ھ] علمی، بلند مقامی اور کشاف اصطلاحات الفنون جیسی کثیر الاستفادہ کتاب کے مصنف ہیں مگر قاضی صاحب کے احوال اور متعلقات کا تذکرہ کمیاب ہی نہیں، گویا مفقود تھا۔ قاضی محمد اعلیٰ کے احوال وخدمات اوران کی تصانیف کا تعارف، پہلی بار اس تالیف میں پیش کیا گیا ہے، جس میں قاضی صاحب کے احوال کے علاوہ کشاف اصطلاحات الفنون کے نسخۂ مصنف، اس کے خطی نسخوں، پہلی طباعت اور اس طباعت کے نسخۂ مصنف سے بعض انحرافات واختلافات کا مفصل علمی تذکرہ ہے، قاضی محمد اعلیٰ کی کشاف کے

علاوہ جو اور تصانیف اور کشاف کی معلوم اشاعتوں اور قاضی صاحب کے ذاتی کتب خانہ کی اور قاضی صاحب کی نقل کی ہوئی کتابوں اور قاضی صاحب کے چند فیصلوں اور قاضی صاحب کی مہر سے مزین فتاویٰ اور دستاویزات کا بھی تذکرہ و تعارف ہے۔ تقریباً اسّی صفحات ہیں۔

(۳۸) حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ (۱۰)

کے سب سے پہلے پیر و مرشد

[شاہ احسان علی پٹنی، مدفون دہلی]

اور ان سے میانجیو نور محمد جھنجھانوی صاحب کے رابطہ اور استفادہ
کی بعض تفصیلات اور میانجیو کے تین غیر متعارف مکتوبات
پہلی مرتبہ منظر عام پر

تالیف: نور الحسن راشد کاندھلوی

حضرت حاجی امداد اللہ کے پیر و مرشد اور حضرت سید احمد شہید کے خلیفۂ مجاز، حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی کے لئے عموماً صرف یہی کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی کے خلیفہ ہیں، یہ بات اگرچہ بہت مشہور ہے، مگر صرف جزوی طور پر صحیح ہے۔ حضرت میانجیو صاحب کے سب سے پہلے مرشد و مربی کا کہیں بھی تذکرہ نہیں آتا، یہ شاہ احسان علی پٹنی مقیم لوہاری و دہلی تھے۔ میانجیو صاحب نے سب سے پہلے ان کی صحبت سے فیض پایا، برسوں تک ان کی صحبت میں متواتر حاضر ہوتے رہے، اسی کے یہ اثرات تھے، جو بعد میں رنگ لائے۔

اس مختصر تالیف میں، اس فراموش عنوان کا علمی معتبر تذکرہ کیا گیا ہے، جس میں شاہ احسان علی پٹنی کا تعارف، حضرت میانجیو نور محمد کے شاہ احسان علی سے روابط اور استفادہ کی تفصیل ہے حضرت میانجیو صاحب کے چند نادر ترین مکتوبات بھی شامل ہیں، تقریباً ستّر ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳۹) حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکیؒ (۱۱)

کے اساتذۂ کرام

احوال و واقعات

تالیف: نور الحسن راشد کاندھلوی

حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کے بہت بڑے بڑے اور مایۂ ناز خلفائے کرام ہیں، جن کے علم و فضل، روحانی، علمی کمالات اور دِقّت و وسعت نظر سے نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں ملت اسلامیہ کی شمع علم و روحانیت فروزاں ہوئی اور ہندوستان کی علمی، روحانی، اخلاقی، تربیتی بلندیوں میں بہت اضافہ ہوا، مگر اس سب کے باوجود، ہمارے بہت سے اصحاب یہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ معمولی لیاقت کے، بہت کم پڑھے لکھے شخص تھے، لیکن یہ بات قطعاً خلاف واقعہ ہے۔

حضرت حاجی صاحب نے مشکوٰۃ المصابیح تک اکثر کتابیں، اس وقت کے بڑے علمائے کرام اور محدثین سے پڑھیں تھیں، زیر تعارف مختصر تالیف میں حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی کے اساتذۂ کرام کا تذکرہ و تعارف اور حاجی صاحب نے ان سے جو کچھ پڑھا ہے، اس کی کیفیت درج ہے۔ تقریباً باون صفحات

(۴۰) کالا پانی (۱۲)

پہلی طباعت جو مفقود ہے، کی عبارتوں کے اضافہ کے ساتھ
محقق نسخہ

تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی

ہندوستان کی سیاسی تاریخ اور انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں کالا پانی بہت بڑا سنگ میل ہے۔ ۱۸۵۷ء اور اس کے بعد انگریزوں کی تحریک کے سپاہیوں اور مہاجرین پر ظلم وستم کی تاریخ، ایک ایسی تاریخ ہے، جس کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ جب ۱۸۵۷ء کے مجاہدین اور کام کرنے والوں کو پھانسیاں دینے کا سلسلہ ختم ہوگیا تھا، اس وقت کالا پانی کی سزا کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور ہزاروں ہزار افراد کو کالے پانی بھیج دیا گیا تھا، جس میں سے زیادہ تر وہیں رخصت ہوگئے تھے، بہت کم آدمی ایسے تھے جو سلامتی کے ساتھ واپس آئے ہوں، ایسے ہی ذمہ دار اور باخبر لوگوں میں سے منشی محمد جعفر تھانیسری بھی تھے، تھانیسری نے انڈمان [کالا پانی] کی تاریخ پر ایک اچھی کتاب، تاریخ عجیب کے نام سے لکھی تھی، بعد میں جب ان کی رہائی ہوگئی اور چھوٹ کر ہندوستان آگئے، اس کے بعد اپنی پر الم آپ بیتی اور سفر انڈمان کی پوری سرگذشت لکھی، جس کا نام ''تاریخ عجیبہ'' یا ''کالا پانی'' ہے، جو سفرناموں اور انگریزوں کے خلاف جدوجہد کی تاریخ میں، بنیادی دستاویزی حیثیت رکھتی ہے۔

منشی محمد جعفر تھانیسری نے اس کو خود چھپوایا تھا، جس میں تحریک سید احمد شہید اور ۱۸۵۷ء کی جدوجہد کے متعلق نادر معلومات اور خود پر گزرے ہوئے دردناک واقعات کا علم ہوتا ہے۔

یہ کتاب چھپی تو انگریزوں نے اس پر سخت اعتراضات کئے اور غالباً اس کے نسخے ضائع کرادیئے تھے، جس کی وجہ سے پہلی اصل طباعت گویا معدوم ہوگئی ہے۔ اس وقت تک اس کتاب پر جن لوگوں نے بھی کام کیا ہے یا اس کو شائع کیا ہے، ان کو پہلی طباعت نہیں ملی تھی، دوسری طباعت کو اکثر لوگوں نے پہلی طباعت سمجھا، جس کی وجہ سے بہت سی غلط فہمیاں اور لکھنے والوں سے عجیب عجیب فروگذاشتیں ہوگئیں۔

اللہ کے فضل وکرم سے مجھے پہلی طباعت کا ایک مکمل نسخہ مل گیا تھا، جس کو سامنے رکھ کر اس کو دوبارہ مرتب کیا گیا، پہلی طباعت کی جو عبارتیں بلکہ بعض جگہ جو صفحات نکال دیئے گئے تھے، ان سب کو اصل مقامات پر معروف متن سے ممتاز کرکے شامل کیا ہے اور اس میں نئے حاشیوں اور حوالوں کے علاوہ، ڈاکٹر ایوب قادری صاحب کی مرتبہ کالا پانی کے تمام حواشی بھی شامل کرلئے ہیں، جس سے اس کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اس نئی ترتیب اور پہلی طباعت کی گمنام عبارتوں کے اضافہ کی وجہ سے، اس نسخہ سے اور طباعتوں کی نسبت زیادہ بہتر استفادہ کیا جائے گا۔

تین سو سے زائد صفحات!

(۴۱) مختصر تاریخ تھانہ بھون (۱۳)

تالیف: مولانا شیخ محمد محدث تھانوی

ترتیب وحواشی: نورالحسن راشد کاندھلوی

تھانہ بھون ہمارے نواح کی ایک بہت مشہور وممتاز قدیم تاریخی، علمی بستی

ہے، جہاں کئی سوسال سے بڑے بڑے علماء، مشائخ ومرشدین اور اہل کمال پیدا ہوتے رہے۔ تھانہ بھون کی اس خصوصیت وامتیاز کی وجہ سے کئی لوگوں نے اس کی مفصل ومختصر تاریخ بھی لکھی، جس میں ایک نام تھانہ بھون کے ایک ممتاز عالم، محدث اور مرشد، مولانا شیخ محمد تھانوی کا بھی ہے۔

مولانا شیخ محمد کی تالیف تاریخ تھانہ بھون کا، ایک خطی نسخہ جو مولانا شیخ محمد کے قلم سے تھا، کراچی میں تقریباً پچاس سال پہلے دریافت ہوا تھا، جس کو ثناء الحق صاحب صدیقی نے جو خود بھی تھانہ بھون کے رہنے والے تھے، مختصر حواشی کے ساتھ شائع کرادیا تھا، مگر اس تالیف کے بعض مندرجات اور مولانا شیخ محمد صاحب کی بعض اطلاعات درست نہیں تھیں، جن کی تھانہ بھون کے ایک اور بڑے تاریخ نگار، مولوی ناظر حسن نے تنقید وتصحیح کی تھی اور مظفر نگر گزیٹیر سے بھی بعض اطلاعات کا غلط ہونا معلوم ہوا، ان سب اطلاعات کی روشنی میں مولانا شیخ محمد تھانوی کی اس تالیف کو مرتب کر کے، اس کی اغلاط کی نشاندہی اور صحیح پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے، جو خاص طور سے تھانہ بھون کو جاننے کے منتظر اصحاب کے لئے مفید کتاب ہوگی۔

(۴۲) تاریخ مظاہر علوم سہارنپور (۱۴)

تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، برصغیر ہند کی ایک مشہور، قدیم اور عالی مرتبت درسگاہ ہے، اس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے پہلوؤں کی وضاحت

نہیں ہوئی، تاریخ وروداد نہیں لکھی گئی۔ مدرسہ کے بانی ومبانی حضرت مولانا سعادت علی فقیہ سہارنپوری کے احوال کا آج تک کہیں بھی تذکرہ نہیں آیا، حضرت مولانا کی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے وابستگی، سید احمد شہید سے غیر معمولی انسیت، تحریک جہاد میں بھرپور شرکت، مدرسہ مظاہر علوم کے قیام کا ارادہ، اس کا منصوبہ اور ترتیب۔

حضرت مولانا سعادت علی فقیہ کے دست راست اور قائم مقام، مدرسہ کی تاسیس میں شریک اور تقریباً پچاس سال تک مدرسہ کے سرپرست، قاضی فضل الرحمٰن صاحب سہارنپوری [خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ومولانا قاضی اسماعیل منگلوری] مدرسہ کے لئے ان کی بے نظیر خدمات اور گراں مایہ وسیع ومسلسل تعاون۔ مدرسہ کے ابتدائی عالی مرتبت اساتذۂ کرام، حضرت مولانا مظہر نانوتوی، حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری [شاگردان خاص حضرت شاہ محمد اسحاق محدث] مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا احمد حسن پٹیالوی، پنجابی، کانپوری، مولانا سخاوت علی انبیٹھوی [خلفاء حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی] اور اس دور کے چند بڑے علماء، مدرسین کرام اور ان طالب علموں کے نام اور کچھ تعارف، جو ہند پاکستان کی دینی، علمی تاریخ کا غازہ، علم وعمل کے شہسوار اور ملت کے روحانی، علمی، فکری قائد ثابت ہوئے اور ایسی بعض معلومات جن کا آج تک کہیں تذکرہ نہیں آیا۔ تقریباً چارسو صفحات پر مشتمل ہے۔

(۴۳) مولانا فضل حق خیرآبادی کے مکتوبات کا (۱۵)
ایک گراں قدر مجموعہ
اور
علمائے خیرآباد کی تصانیف ومؤلفات
کا ایک غیر متعارف مگر نادر وغیر معمولی سرمایہ
تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی

برصغیر ہند میں جو علمی خاندان بہت ممتاز ومعروف ہیں، ان میں سے ایک نمایاں نام علمائے خیرآباد [ضلع سیتاپور، یوپی] کا ہے، اس خاندان کے علماء معقولات، منطق وفلسفہ اور کلامیات میں ہر اک میں اپنے عہد کی ممتاز ترین شخصیت تھے۔ اس خاندان کا مولانا فضل امام سے مولانا عبدالحق خیرآبادی کے فرزند تک، حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی اور ان کے اخلاف سے تعلیم وتلمذ اور استفادہ کا ایسا وسیع اور متواتر سلسلہ رہا ہے جس کی برصغیر کی تاریخ میں کوئی اور مثال نہیں ہے۔

علمائے کاندھلہ نے مولانا فضل امام سے مولانا اسدالحق تک ہر ایک سے پڑھا، ان کے جملہ حواشی وتعلیقات نقل کئے اور محفوظ رکھے اور اب بھی علمائے خیرآباد کی تصانیف اور علمی آثار کا جس قدر وسیع ذخیرہ، کاندھلہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، کہیں نہیں ہے۔ خانوادۂ خیرآباد سے تمام علمی، تعلیمی روابط، علمائے خیرآباد کی تصانیف، حاشیوں، خطوط وغیرہ ہر ایک کا علمی تعارف اور دونوں خاندانوں کی اس غیر معمولی علمی روایت کا تاریخی

تذکرہ، جو سلسلہ خیرآبادیات پر ایک بڑا اور غیر معمولی اضافہ ہے، اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے تمام افراد کے لئے ایک قیمتی تحفہ ——— تقریباً دوسو صفحات پر مشتمل ہے، پاکستان میں چھپ رہی ہے۔

[۳]
قسم سوم
[جو زیر تکمیل ہیں]

(۴۴) مجموعۂ اسانید (۱)
تالیف: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی
مرتبہ: نورالحسن راشد کاندھلوی

برصغیر ہند کی تاریخ علم کا یہ عجیب المیہ ہے کہ مرجع ہند، استاذ الکل اور شیخ المشائخ فی الہند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا کوئی مجموعہ اسانید معلوم نہیں، اسی لئے بعض سندوں میں بار بار غلطی ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کے سب سے پہلے دور کے اور سب سے ممتاز شاگردوں میں سے ایک، حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی نے اپنی بیاض میں حضرت شاہ عبدالعزیز کی اکثر کتابوں کی متصل سندیں تحریر فرمائی ہیں، جس سے حضرت شاہ عبدالعزیز کی ان کتابوں کے لئے مکمل سندیں معلوم ہوجاتی ہیں، بلکہ بعض سندوں میں جو سقطات یا فروگذاشتیں ہوگئی ہیں، وہ بھی دور ہوجاتی ہیں۔ اس تالیف میں حضرت شاہ عبدالعزیز کی تمام سندیں مفتی الٰہی بخش کی تحریر کے مطابق جمع کی گئی ہیں۔

(۴۵) أسانيد علماء الهند (۲)

تالیف: نور الحسن راشد کاندھلوی

ہندوستان میں حضرات محدثین کی سندوں اور اجازات پر کوئی بڑا مفصل کام غالباً نہیں ہوا، جو تین چار کتابیں عموماً ملتی ہیں، کئی باتیں یا گتھیاں ایسی ہیں، جو ان سے بھی حل نہیں ہوتیں اور بعض سندوں میں بڑی فروگذاشتیں، تصحیف یا انقطاع معلوم ہوتا ہے، اور بعض سندیں شاید اصل واسطہ کے بجائے دوسرے واسطہ سے جڑ گئیں ہیں، جس کی وجہ سے باوجود تذکرہ اور شہرت کے، متعدد سندوں کا علمی، تاریخی نقطۂ نظر سے جائزہ لینا اور ان کی حقیقت تک پہنچنا ضروری معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ حدیث شریف اور متن حدیث کا حق اسی وقت صحیح ادا ہوگا، جب ہمارے بڑوں کی سندیں وہاں تک بسند متصل پہنچیں گی اور یہ بھی مسلم حقیقت ہے کہ حدیث شریف کا حق، شخصیات ورجال کے حق سے بہت زیادہ ہے، اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ کی اسانید کے برصغیر ہند میں معروف ومروج سلسلۂ اسانید کا، اس تالیف میں مختصر جائزہ لے کر صحیح ترتیب اور نامعلوم کڑیوں تک پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے، زیر تکمیل ہے، تقریباً ڈیڑھ سو صفحات میں مکمل ہوگی۔

(۴۶) مکتوبات الإمام الشاه (۳)

عبد العزيز بن ولي الله الدهلوي

حضرت شاہ عبدالعزیز کے مکتوبات وتحریرات عربی ادب عالیہ کا ایک نمونہ ہیں، مگر یہ مکتوبات کبھی کہیں جمع نہیں ہوئے مختلف کتابوں، بیاضوں اور یادداشتوں میں متفرق ومنتشر تھے، ان سب کو کتابی صورت میں مرتب کیا گیا ہے، جس

میں بفضلہ تعالیٰ، شاہ صاحب کے تقریباً سو گرامی نامے شامل ہیں۔ یہ مجموعہ شائع ہوگا، تو عربی زبان وادب میں ایک اضافہ ثابت ہوگا اور اس کے ذریعہ سے شاہ صاحب کا بلند ادبی مقام واضح ہوگا۔

(۴۷) ديوان الشعر العربي (۴)

للإمام الشاه عبدالعزيز الدهلوي

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، عربی کے بہت بڑے، نہایت صاحب کمال، عالی مرتبہ شاعر تھے، مگر حضرت شاہ صاحب کا کوئی مجموعۂ کلام مرتب نہیں ہوا، راقم سطور کو اس کا خیال ہوا، مختلف قلمی مجموعوں اور تحریرات سے حضرت شاہ صاحب کا کلام جمع کرنے کی کوشش کی گئی، جس کے نتیجہ میں تقریباً پانچ سو اشعار کا بہت عمدہ مجموعہ مرتب ہوگیا ہے، جس میں قصیدے، نعتیں اور مختلف قسم کے اشعار شامل ہیں۔

(۴۸) ديوان الشعر العربي (۵)

لمولانا فضلِ حق الخير آبادی

مولانا فضل حق خیر آبادی کا ہندوستان کے عربی کے بڑے انشاء پردازوں اور شعراء میں شمار کیا جاتا ہے، مولانا کا عربی کلام اور ادبی، نثری تحریریں، مولانا کی زندگی میں شائع ہونا شروع ہوگئی تھیں، لیکن مولانا کا کوئی جامع مجموعہ کلام نہ مرتب ہوا، نہ شائع ہوا۔ اگرچہ ادھر پاکستان میں ایک سے زائد لوگوں نے مولانا کے مجموعے شائع کیے ہیں، مگر وہ بڑی حد تک ناتمام ہیں۔ مولانا کی ایک بیاض جس کے بہت سے صفحات غائب ہیں، خیر آباد سے کراچی پہنچی، مگر اس کو مکمل طور سے پڑھا نہیں

جاسکا، مجھے مولانا کی ایک اور اچھی بیاض دستیاب ہوئی ہے اور بیاض کراچی کو بھی تقریباً مکمل پڑھ لیا ہے، ان دونوں بیاضوں میں اور میرے علم میں مولانا کا جو کلام تھا، اس سب کو اس مجموعہ میں کتابی صورت میں مرتب کرلیا ہے، امید ہے کہ یہ مولانا کا جامع ترین مجموعۂ کلام ہوگا۔

(۴۹) تصحیح وتحقیق (٦)

تذکرہ علمائے ہند

تالیف: مولوی رحمان علی

اردو ترجمہ: ڈاکٹر محمد ایوب قادری

نظر ثانی، فارسی متن سے مطابقت، جملہ سنین اور حوالوں کی مراجعت اور نئے مآخذ کا اضافہ

نئی ترتیب اور اضافات وغیرہ از: نور الحسن راشد کاندھلوی

تذکرہ علمائے ہند، تالیف: مولوی رحمان علی، برصغیر ہند کے علماء اور اہل فضل وکمال پر، معلومات کا ایک اہم ذریعہ، معتبر اور بنیادی مأخذ ہے۔

ہندوستانی علماء اور اہل کمال کے احوال اور تذکروں کے لئے اس سے رجوع واستفادہ ضروری ہے۔ یہ تذکرہ فارسی میں تھا، جس کا ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے اردو میں ترجمہ کیا تھا اور اس پر مفصل حاشیوں اور تفصیلی مراجع کا اضافہ بھی کیا تھا، جس سے اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہوگیا تھا، اس کے بعد کراچی سے ایک طباعت اور بھی آئی تھی، مگر پہلی طباعت زیادہ بہتر اور لائق استفادہ ہے۔

مفتی الٰہی بخش اکیڈمی نے، تذکرہ علمائے ہند کی اہمیت وافادیت کے

پیش نظر، اس پر توجہ کی، فارسی متن سے اردو ترجمہ کی مطابقت کی مکرر کوشش کی گئی ہے، تمام مراجع اور حوالوں پر نظر ثانی کے علاوہ، مراجع میں شامل کتابوں کی نئی طباعتوں کے حوالوں کا اور اس ترجمہ کی طباعت کے بعد، جو نئے مآخذ سامنے آئے ہیں، ان کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ یعنی تذکرہ علمائے ہند کو بہتر سے بہتر صورت میں پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ تقریباً اسّی فیصد کام ہو چکا ہے، انشاء اللہ بقیہ جلد پورا ہوجائے گا۔ امید ہے کہ یہ مجموعہ تقریباً آٹھ سو، نو سو صفحات میں مکمل ہوگا۔

(۵۰) مکتوبات کے چند مجموعے (۱)

نورِ بصیرت

مجموعۂ مکتوبات علمائے کبار

بنام

حضرت حاجی امداداللہ تھانوی مہاجر مکیؒ

یہ ایک نہایت نادر اور بیش بہا مجموعۂ مکتوبات ہے، جس میں حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی اور ان کے چند جلیل القدر خلفائے کرام کے، حاجی صاحب کے نام مکتوبات شامل ہیں۔

- حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ٦/خطوط
- حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ١٢/خطوط
- مولانا محمد یعقوب نانوتوی ١٣/خطوط

اسی مجموعہ میں

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے

مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کے نام چھیالیس مکتوبات بھی نقل ہیں۔

اس مجموعہ کا آغاز خود حضرت حاجی صاحب کے مولانا رشید احمد گنگوہی کے نام مکتوبات سے ہوا ہے، اس کے بعد حاجی صاحب کے نام حضرت مولانا گنگوہی کے چھ خطوط آئے ہیں، اسی طرح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے حضرت حاجی صاحب کے نام گیارہ مکتوبات اور مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے خطوط شامل ہیں۔ (۱)

یہ گرامی نامے جو تفسیر، حدیث، فقہ اور سلوک کے اہم مباحث کی گرہ کشائی کرتے ہیں اور اپنے اپنے موضوعات پر دستاویزی نوعیت کی تحریریں ہیں۔

○

(۵۱) (۲)

روشنی ہی روشنی

مجموعۂ مکتوبات اکابر خانقاہ رائپور

واکابر علمائے ہند

بنام: شاہ زاہد حسن صاحب بہٹ

رائپور، شاہ عبدالرحیم رائپوری اور شاہ عبدالقادر رائپوری کی نسبت سے بڑا عالی مرتبہ اور قابل قدر نام ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم نے اس کو اپنے

(۱) حضرت مولانا نانوتوی کے یہ خطوط قاسم العلوم حضرت مولانا قاسم نانوتوی احوال و آثار و باقیات و متعلقات، تالیف: نورالحسن راشد کاندھلوی میں، اردو ترجمہ اور حواشی کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ ص: ۲۵۷، ۳۳۹ [طبع دوم، کاندھلہ]

قیام کے لئے منتخب کیا اور اس وقت سے آج سوا سو برس بعد تک، اس میں عجب کیف، مستی، جاذبیت اور روحانیت و معنویت محسوس ہوتی ہے۔ رائے پور سے ہزاروں نہیں، لاکھوں افراد، بڑے بڑے اہل علم وارشاد اور اصحاب فضل وکمال وابستہ رہے۔

رائپور میں حضرت شاہ عبدالرحیم کے قیام اور وہاں مستقل خانقاہ کے انتظام اور اس کی آبیاری و سرپرستی میں، سب سے بڑا نام شاہ زاہد حسن کا تھا۔

شاہ زاہد حسن صاحب خانقاہ رائپور کے سب سے بڑے معاون اور مشائخ رائپور کی سب سے معتمد شخصیت تھے، جو رائپور کی قریبی بستی، بہٹ کے رہنے والے، بہت متمول، بڑے زمیندار، نہایت کشادہ دست، فیاض، دینی کام اور اداروں کے لئے کھلے ہاتھوں سے خرچ کرنے والے تھے، دینی کمالات و تعلق مع اللہ میں بھی بہت ممتاز تھے۔ اپنی خوبیوں اور مخلصانہ وابستگی کی وجہ سے اکابر رائپور بلکہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور اور اس خطہ کے علماء ومشائخ کے قریب اور سب کے مشیر معاون و مکتوب الیہ تھے۔

شاہ زاہد حسن کے نام مکتوبات، اس خطہ کے دینی اداروں کی معلومات کا ایک گنجینہ ہیں۔ اس ذخیرہ میں سے تقریباً ڈیڑھ سو خطوط ہمیں دستیاب ہوئے، تو اس گنجینۂ گراں مایہ کو مرتب کرنے کا خیال ہوا، یہ ذخیرہ ڈیڑھ سو سے زائد خطوط پر مشتمل ہے، نورالحسن راشد کاندھلوی نے اس کو دو حصوں میں مرتب کیا ہے، پہلے حصہ میں اس وقت کی ممتاز ترین دینی، علمی شخصیات:

(۱) مولانا حافظ احمد دیوبند [فرزند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی]
مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۲) مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی دیوبندی، مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۳) شیخ الہند، حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی

(۴) حضرت علامہ انور شاہ کشمیری

(۵) مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی دیوبندی

(۶) حضرت مولانا حسین احمد مدنی

(۷) مولانا صدیق احمد صاحب [برادر مولانا حسین احمد مدنی]

(۸) حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی مہاجر مدنی

(۹) مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی

(۱۰) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی

(۱۱) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی

(۱۲) مولانا عنایت الٰہی سہارنپوری، ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور [رحمہم اللہ تعالیٰ]

اور اکابرین سلسلہ رائپور میں سے، حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری، حضرت رائے پوری کے ممتاز و برگزیدہ خلفاء، مولانا منشی رحمت علی صاحب، [رائے پور گوجران] مولانا فضل احمد صاحب، مولانا اللہ بخش بھاول نگری اور مولانا عبدالعزیز کے خطوط شامل ہیں۔ مولانا عبدالعزیز رائے پوری شیخ الہند کے جنازہ و تدفین میں شریک تھے، اس کے چشم دید احوال لکھے ہیں۔

ان کے علاوہ حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری کے تقریباً سو گرامی نامے ہیں، ان کو اس مجموعہ کا دوسرا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ مجموعہ تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔

(۵۲) (۳)

چراغِ رہ گذر

مجموعۂ مکتوبات

حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی مہاجر مدنی

بنام: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

حضرت مولانا خلیل احمد کا، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی سے، بہت گہرا اور نہایت قریبی تعلق تھا، مولانا عاشق الٰہی نے تذکرۃ الخلیل میں لکھا ہے کہ میرے نام مولانا خلیل احمد صاحب کے ایک ہزار خطوط موجود ہیں، جس میں سے تقریباً ساڑھے تین سو خط ہمیں دستیاب ہوئے، ان تمام خطوط کو پڑھ کر، تاریخی ترتیب پر مرتب کر کے کتابی صورت میں ترتیب دیا ہے۔ ان خطوط میں ذاتی، علمی، ملی، سیاسی موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس میں سے بعض خطوط بہت اہم اور تاریخی نوعیت کے ہیں۔

یہ خطوط اس وقت کی مذہبی، ملی تحریکات اور حضرت مولانا مہاجر مدنی کو جاننے سمجھنے کے لئے، ایک قیمتی رہنما اور بڑا سرمایہ ہیں۔ یہ مجموعہ بھی تقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔

(۵۳) (۴)

نورِ سحر اور نسیم صبا

ایک غیر معمولی مجموعۂ مکتوبات

دین ودانش کا خوبصورت آمیزہ، حسین امتزاج

۱۹۴۷ء تک کاندھلہ میں جو ارباب علم اور اصحاب فضل وکمال موجود تھے،

ان میں ایک بہت ممتاز اور بعض حیثیتوں سے غیر معمولی نام، مولوی ظہیر الحسن صاحب کا ہے، جو ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہوئے، وہ مولانا محمد الیاس کاندھلوی کے ہم زلف تھے۔ مولوی ظہیر الحسن نے انگریزی ادب اور تاریخ میں الگ الگ ایم اے کیا تھا، اردو فارسی کے بڑے ماہر، عربی کے جید فاضل، انگریزی میں فرد اور فرنچ سے واقف تھے، مولوی ظہیر الحسن اردو فارسی، عربی انگریزی چاروں زبانوں کی ادبیات اور تاریخ پر گہری نظر رکھتے تھے۔

مولوی ظہیر الحسن نے انگریزی میں ترجمۂ قرآن شروع کیا تھا، جو مکمل نہیں ہوا، انگریزی میں سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک تصنیف یادگار ہے۔ مولانا ظہیر الحسن کے نام تحریر، جو خطوط، ہم تک پہنچے، وہ اپنی شان میں منفرد ہیں۔

مولوی ظہیر الحسن صاحب اصحاب روحانیت وارشاد، اہل علم وکمال، علمائے عصر، ممتاز ادیبوں، دانشوروں، شاعروں، اہل قلم اور اہل سیاست ہر ایک طبقہ میں یکساں محبوب ومقبول تھے، ہر طبقہ کے ممتاز افراد سے تعلقات اور روابط تھے اور سب ہی سے خط وکتابت رہتی تھی۔

مولانا کو خط لکھنے والے علماء میں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا الیاس کاندھلوی، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، علامہ سید سلیمان ندوی، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا قاری محمد طیب صاحب، مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا سعید احمد اکبر آبادی تھے۔

اہل دانش وقلم میں، مولانا نواب حبیب الرحمٰن خاں شروانی، پروفیسر رشید احمد

صدیقی، ڈاکٹر ذاکر حسین [ڈاکٹر ذاکر حسین] کے بھائی، ڈاکٹر یوسف حسین خاں [جو جامعہ ملیہ اسلامیہ کے عہدیدار اور ماہنامہ جامعہ کے نگراں تھے]۔

اہل سیاست میں سے نواب زادہ لیاقت علی خاں، مولانا ظہیر کے بہت خاص اور بہت ہی قریبی دوستوں میں تھے، ہر ہفتہ کی ملاقاتوں کے علاوہ، کثرت سے خط وکتابت رہتی تھی، نواب زادہ لیاقت علی خاں کے بعض خطوط تاریخی نوعیت کے ہیں۔

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب کرت پوری دہلوی، واجد شمس الحسن [جو محمد علی جناح کے سیکریٹری اور مسلم لیگ کے انگریزی ترجمان روزنامہ ڈان، دہلی کے ڈائریکٹر تھے]

جناب اسد الرحمٰن صاحب علی گڈھ، جناب مظہر الرحمٰن صاحب لکھنؤ، جناب نور الرحمٰن صاحب، جو جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے خزانچی اور ماہنامہ جامعہ کے نگراں تھے۔

یہ خطوط ہماری دینی، ملی، علمی، ادبی، سیاسی تاریخ کا دلچسپ مطالعہ ثابت ہوں گے۔

(۵۴) مونساتِ یونس (۵)

حضرت الاستاذ حضرت مولانا محمد یونس جونپوری کے نام، ان کے جلیل القدر اساتذہ، علمائے حدیث اور کاروانِ ارشاد وہدایت کے رہنماؤں کے خطوط کا گراں قدر مجموعہ ہے۔ اس میں بھی دو قسم کے خطوط ہیں۔ ابتداء میں:

- حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی
- حضرت مولانا اسعد اللہ رامپوری، ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

- مولانا شاہ ابرارالحق صاحب، ہردوئی
- مولانا ضیاء احمد صاحب فیض آبادی
- حضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلوی، صدر مدرس، مظاہر علوم سہارنپور
- حضرت مولانا محمد منظور نعمانی
- حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
- مولانا قاری صدیق احمد باندوی
- صوفی انعام اللہ صاحب لکھنوی
- مولانا قاری عبدالحلیم صاحب گورینی
- قاری امیر حسن صاحب ہردوئی

وغیرہ، اساتذہ اور علمائے عصر کے مکتوبات ہیں۔

دوسرے حصہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے سو خطوط جلوہ افروز ہیں۔

[۴]

قسم چہارم

وہ مؤلفات وکتب

جن کا تقریباً ستّر فیصد کام ہو چکا ہے

(۵۵) امام الہند (۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

احوال، خدمات، کارنامے، تصانیف ومؤلفات

اور تلامذہ

حضرت شاہ عبدالعزیز نہ صرف ہندپاکستان بلکہ دنیا کی ان بہت بڑی، دینی،

علمی، اصلاحی، تربیتی، تعلیمی شخصیات میں سے تھے، جن کی مثالیں اس ملک میں تو نادر ہیں، باہر بھی بہت کم ہیں۔ شاہ صاحب کا دریائے علم پوری قوت اور نہایت جوش وخروش کے ساتھ جاری ہوا، جو تقریباً پینسٹھ، ستّر سال بہتا رہا، جس سے پورا ملک گلزار، پر بہار اور علم کی دولت سے مالا مال ہو گیا، اِدھر سے اُدھر تک علمی چراغاں کی ایک کیفیت، دینی شخصیات، اداروں کے احیاء کا ایک تسلسل جاری ہوا، خانقاہوں اور فکر دین کے مراکز بنتے اور پھیلتے چلے گئے۔ حضرت شاہ صاحب کی دینی، علمی خدمات بھی بے شمار ہیں، تصانیف بھی بہت ہیں، تلامذہ کا بھی شمار نہیں، حضرت شاہ صاحب کی وفات کے بعد سے ہندوستان آج تک حضرت شاہ صاحب کے فیض علم کا ممنون ہے، ان ہی کے دامن سے وابستہ اور ان کے کمال تربیت سے منور وآراستہ ہے، مگر افسوس کہ اب تک شاہ صاحب کا کوئی ایسا تذکرہ مرتب نہیں ہوا جس سے شاہ صاحب کی زندگی کے تمام پہلوؤں کی مکمل نہ سہی، ایک حد تک جامع تصویر سامنے آجاتی۔

زیر نظر تالیف میں کوشش کی گئی ہے، کہ حضرت شاہ صاحب کی زندگی کے اکثر پہلوؤں کا کسی قدر مناسب تعارف ہو جائے، سیرت وسوانح، خدمات وکارنامے، تصانیف ومؤلفات، تلامذہ اور اثرات، ہر ایک کا کسی قدر تذکرہ ہے، تقریباً ساڑھے چار سو صفحات ہیں۔

(۵۶) اکابرین تبلیغ اور مرکز تبلیغ (۲)

تبلیغی جماعت اور اس کا کام پوری دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، مگر یہ بھی حیرت انگیز حقیقت ہے کہ تبلیغ کے کام، اس کے بانیان، اس کے اکابر،

اس کے مقاصد پر بہت کم مستند معلومات ہیں، دستاویزی چیزیں تو اور بھی کم ہیں اور جیسے جیسے تبلیغ کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے، اس کے متعلق معلومات کی جستجو اور دنیا بھر کے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں تحقیق کا کام بڑھ رہا ہے، تبلیغ کے حوالہ سے مستند معلومات کی تلاش بھی روز افزوں ہے، اس لئے ضرورت تھی کہ تبلیغ، اس کی بنیادی شخصیات، مقاصد، پیام، اس کے سربراہوں، خصوصاً حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی تحریرات وافادات اور معتبر مراجع ودستاویزات کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے۔

حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کے اجداد کرام کون تھے؟ ہندوستان کی دینی، علمی، روحانی اور سیاسی تاریخ میں ان کا کیا مقام ومرتبہ ہے، کیا کیا خدمات و اثرات تھے، کیا علمی خدمات، تصانیف ومؤلفات ہیں اور انہوں نے دین کے لئے کیا کیا کیا، ہر اک کا مختصر، معتبر، جامع تذکرہ۔

تبلیغی کام کب، کہاں، کس طرح شروع ہوا، اس کی کن لوگوں نے آبیاری اور پرورش کی، یہ بنگلہ والی مسجد سے نکل کر کب میوات پہنچا، وہاں کیا غیر معمولی اثرات ونتائج سامنے آئے اور جب اس نے میوات سے پرواز کی تو اس کا طائر اصلاح وہدایت کیسی غیر معمولی بلندیوں اور آفاق عالم تک پہنچا، اور اس سے کس کس طرح کی کیفیات، دینی، اسلامی، مثالی زندگی اور کمالات کے کیسے کیسے نادرو بے مثال نمونے سامنے آئے اور ایک خیر سے دوسری خیر کا سلسلہ جڑتے ہوئے، پوری دنیا میں یہ کام اور اس کا پیغام اور اثرات پہنچ گئے۔

اس تالیف میں تبلیغ اور اکابرین تبلیغ کی واضح، دیانتدارانہ، علمی، تاریخی

روداد مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس میں حضرت مولانا محمد الیاس سے متعلق خصوصاً گراں قدر معلومات ہیں۔ تبلیغ کی دعوت اور اس کے مقاصد پر، لکھوائی یا املاء کرائی ہوئی حضرت مولانا کی تحریریں اور مطبوعہ رسائل، مولانا کے غیر مطبوعہ مکتوبات وافادات وملفوظات، مصروفیات کی جھلک، مولانا کے لکھے ہوئے چند فتاویٰ اور اصلاحی تحریریں اور اشتہارات، قومی، ملی معاملات سے حضرت مولانا کی دلچسپی اور وابستگی، اس کے آثار۔

حضرت مولانا کے ساتھ وقت گذارنے والے چند افراد کی خود نوشت تحریریں بھی شامل کی گئی ہیں، جو اپنے آپ میں ایک تاریخ ودستاویز ہیں، اور بھی بہت سی ایسی چیزیں ہیں، جن سے تبلیغی کام، اس کے اکابر، اس کے مقاصد اور اس کے نظام کو جاننے، سمجھنے میں مدد ملے گی۔

امید ہے انشاء اللہ یہ کتاب، تبلیغی جماعت، اس کی تعلیمات وہدایات اور مقاصد وتاریخ کی رہنمائی کی دستاویز ہوگی، تقریباً تیرہ، چودہ سو صفحات میں مکمل ہوگی، جس میں سے ایک ہزار صفحات کی کمپوزنگ ہو چکی ہے۔ تین، چار یا زائد جلدوں میں ایک ساتھ شائع ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

(۵۷) تحریک ۱۸۵۷ء شاملی وتھانہ بھون (۳)

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے تسلط کے خلاف جو پرزور و پرجوش تحریک برپا ہوئی تھی، جس میں دہلی کا نواحی اور پرانا تاریخی شہر میرٹھ، سب سے بڑا اور پہلا رہنما تھا، میرٹھ سے ملا ہوا ضلع مظفر نگر بھی، اس جدوجہد میں کسی سے

پیچھے نہیں رہا تھا، ضلع مظفرنگر کے قصبات اور بستیاں، تھانہ بھون، شاملی، کیرانہ، کاندھلہ، بڈھانہ بھی اس جدوجہد میں بہت حوصلہ، قربانی اور ہمت کے ساتھ آگے آئے تھے، خصوصاً شاملی و تھانہ بھون اس تحریک، اور اس جدوجہد کے قائد و رہنما رہے، جن کا اب بھی اس تحریک کے حوالہ سے پوری دنیا میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اس کا ہر جگہ چرچا ہے اور اس کو ہماری علمی، ملی، سیاسی تاریخ کا ایک ممتاز اور نمایاں حصہ بھی کہا جاتا ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ تحریک ۱۸۵۷ء شاملی و تھانہ بھون کی صحیح روداد، واقعی حکایات اور اس کے رہنماؤں، شرکاء، مجاہدین، شہداء، پھانسیاں پانے والوں اور اس کی وجہ سے اپنی جائیداد و مکانات سے محروم ہو جانے والوں کی بات اب تک کہیں نہیں آئی، ان کا کہیں تذکرہ نہیں ہوا۔ یہ تحریک، یہ جدوجہد کیسی منظّم، کس قدر وسیع تھی، اس کو کس طرح علاقوں میں بانٹ کر، تقسیم کرکے، اس کے لئے علیحدہ علیحدہ کمانڈر، ان کے مشیر، معتبر کام کرنے والے منتخب و مقرر کئے گئے تھے۔

کس نے کس علاقہ کی کمان سنبھالی، کس کو کہاں، کس علاقہ کا سپہ سالار اور مقابلہ و معرکہ کا ذمہ دار مقرر کیا گیا تھا اور مختلف علاقوں میں مقابلہ و جنگ کی کیا ترتیب تھی، کیا کیا کامیابیاں ملیں، کیوں ناکامی ہوئی، اس کی مفصل روداد۔

تھانہ بھون میں جنگ کی ترتیب اور نقشہ کیا تھا، کمان کون کر رہا تھا، توپیں کہاں کہاں نصب تھیں، ان کے چلانے والے کون تھے، کس قدر افراد اس

معرکہ آرائی میں شریک تھے، کاروان جنگ، تھانہ بھون سے شاملی تک کیسے پہنچا، وہاں کس طرح مقابلہ ہوا، کس قدر مسلمان شہید ہوئے، کتنے انگریز اس میں کام آئے۔

قائدین تحریک تھانہ بھون کے لال قلعہ اور مغل دربار سے رابطے، بہادر شاہ ظفر سے خط و کتابت اور یہ اہم تاریخی اطلاع و انکشاف کہ تحریک ۱۸۵۷ء کے دوران، دہلی کے پولیس کے سب سے بڑے افسر، داروغۂ دہلی، سید مبارک علی شاہ بھی مجاہدین تھانہ بھون کے رفیق و مددگار تھے۔ دربارِ دلّی اور سید مبارک علی تک خفیہ رپورٹیں کس طرح جاتی تھیں، کون لے کر جاتا تھا اور کس طرح ان پر عمل کیا جاتا تھا۔

تحریک شاملی و تھانہ بھون کے ذمہ داروں نے دلّی میں دریائے جمنا کے کنارے سے بجنور میں گنگا کے کنارہ تک، اپنے نمائندے اور فوجی کشتیاں کس طرح مقابلہ و نگرانی کے لئے اتار رکھی تھیں اور تحریک تھانہ بھون و شاملی کا کیسا وسیع دائرہ (Canvas) تھا۔ شاملی کے ایک بڑے زمیندار جاٹ، مہر سنگھ نے کس طرح پوری تحریک میں مردانہ وار شرکت کی تھی۔

میدان جنگ شاملی و تھانہ بھون کا سرکاری افسران کا بنایا ہوا نقشہ اور معرکہ آرائی کی تفصیل، اس انگریز کمانڈر کے قلم سے جس کی کمان میں یہ لڑائی لڑی گئی۔ ضلع مظفرنگر میں اس وقت کلکٹر کے عہدہ پر موجود افسر، ایڈورڈ [جو تھانہ بھون اور شاملی کی جنگ میں بذات خود موجود تھا] کی اسی وقت کی لکھی ہوئی ڈائری میں اس جنگ کے حوالہ سے کیا کیا لکھا ہے، انگریزی حکومت

کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ ریکارڈ میں کیا اندراجات ہیں اور ہمارے یہاں کی زبانی روایات کیا کہتی ہیں۔

کن لوگوں کو، موقع پر پھانسیوں پر لٹکایا گیا، کس کس کو بعد میں سزائیں دی گئیں، کس قدر افراد کی جائیدادیں ضبط اور نیلام ہوئیں، ان سب کا مکمل، مرتب اور لائق مطالعہ مرقع، جو انشاء اللہ ایک دستاویز اور تاریخ ثابت ہوگا، جس میں بے شمار ایسی معلومات واطلاعات ہیں، جن کا آج تک تذکرہ نہیں آیا۔

امید ہے کہ یہ کتاب دو یا تین جلدوں پر مشتمل ہوگی، پہلی مفصل جلد معرکۂ شاملی وتھانہ بھون پر آئے گی، جو امید ہے کہ تقریباً چار سو یا زائد صفحات پر مشتمل ہوگی۔

دوسری جلد میں، کیرانہ، کاندھلہ، بڈھانہ، پراسولی اور نواحی بستیوں میں ۱۸۵۷ء کے احوال کا تذکرہ ہوگا۔

تیسری جلد میں بجرول، بڑوت، باغپت، نواح بجنور، دیوبند اور سہارنپور کی ۱۸۵۷ء کی بعض معلومات واطلاعات پیش کی جائیں گی۔

(۵۸) مقدمہ تاریخ کاندھلہ (۴)

کاندھلہ، تقریباً ایک ہزار سال پرانی آبادی ہے، جس کی دینی، علمی خدمات اور تاریخ، نہایت زریں ونمونۂ علم وعمل رہی ہے۔ اس بستی سے بڑے بڑے رجال کار اور مردان خدا آگاہ اٹھے، نمودار ہوئے۔ پورے ملک میں ان کے علم وبصیرت سے چراغاں ہوا، ہمارے اس دور خصوصاً

تبلیغی جماعت کی وجہ سے پوری دنیا میں اس کا نام جانا، پہچانا جاتا ہے۔

کاندھلہ کے اہل کمال کی تاریخ چھٹی صدی ہجری تک معلوم ہے، اس وقت سے یہاں بڑی علمی تابناکی اور ایک فیض مسلسل نظر آرہا ہے۔

قصبہ کاندھلہ کی آبادی، یہاں کی پرانی تاریخی عمارتوں، مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں، غیر مسلموں کی عبادت گاہوں، یہاں کے قدیم خاندانوں، یہاں کی علمی روایات، شعر وسخن کے زمزموں، کھیل کود کی محفلوں اور تہذیب وثقافت کی انجمنوں، ہر ایک کا کچھ تذکرہ ہوگا، انشاءاللہ تعالیٰ!

یہ مقدمہ دراصل ایک بڑی کتاب کے لئے تعارف اور پیش نامہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس کو پڑھنے والے اندازہ کرلیں گے کہ کاندھلہ میں کیا کچھ تھا اور کیسے کیسے اہل علم اس سرزمین سے اٹھے اور علم وروحانیت کی محفلوں میں اجالا کر گئے۔

اس مقدمہ کا بڑا حصہ لکھا جا چکا ہے، امید ہے کہ ساڑھے تین، چار سو صفحات میں مکمل ہوگا۔

(۵۹) اشاعت وخدمت حدیث میں رہنمائے جہاں (۵)

محدّثِ جلیل

حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری

ان کی علمی تعلیمی خدمات، درس وافادہ اور حدیث شریف کی بنیادی کتابوں کی تصحیح، تحقیق، تعلیق اور اشاعت کی نادر روزگار خدمت اللہ تعالیٰ کے ہندی ملت اسلامیہ پر بڑے انعامات میں سے ایک انعام

اور ایک بڑا کرم یہ ہے کہ اس نے یہاں ایسے بہت سے افراد پیدا فرمائے، جن میں سے ہرایک، پوری دنیا کے لئے ایک بڑا نمونہ اور علم ودین کے لحاظ سے بے مثال تھا۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری بھی ایسی ہی یگانۂ روزگار شخصیات میں سے ایک ہیں، جنہوں نے نہ صرف ایشیاء، بلکہ دنیا کی علمی، دینی تاریخ میں، حدیث شریف کی ایسی خدمات انجام دیں، جو اس وقت بھی بے مثال تھیں، اور آج تک بھی ان کی نظیر نہیں۔

حضرت مولانا دنیا کے واحد شخص ہیں، جنہوں نے اس وقت جب ہندوستان میں طباعت کا فن اور پریس نیا نیا آیا تھا، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، موطا امام مالک رضی اللہ عنہم کا خطی نسخوں سے مقابلہ کرکے، اعلیٰ درجہ کی تحقیق، تصحیح، تنقیح کے بعد اور اکثر پر بے نظیر حاشیے لکھ کر، اس طرح شائع کیا کہ وہ سب کتابیں آنے والے عہد کے لئے دستاویز بن گئیں اور آج تک بھی کوئی ان پر اضافہ نہیں کرسکا۔

حضرت مولانا کے خاندان اور اسلاف کا تعارف، مولانا کے ذاتی حالات، تعلیم کا زمانہ، اساتذہ، حضرت شاہ محمد اسحاق سے طویل تلمذ، ہندوستان میں حدیث شریف کی وسیع خدمت اور غیر معمولی کارنامہ۔ حضرت مولانا کے ذریعہ سے حدیث کی بنیادی کتابوں کی اشاعت کی تفصیل، جو پوری دنیا میں ان کتابوں کی سب سے پہلی اشاعتیں تھیں۔ دینی، اصلاحی معمولات، خدمات فتاویٰ اور مواعظ وغیرہ، شاگرد، تصانیف، اولاد واحفاد تمام عنوانات کا انشاء اللہ مفصل تذکرہ ہوگا۔

(۶۰) مجموعہ مضامین سلسلۂ ولی اللّٰہی (۶)

نورالحسن راشد کاندھلوی کے سو سے زیادہ علمی مضامین ومقالات مختلف موضوعات پر شائع ہوچکے ہیں، جن میں سے تقریباً بیس مضامین حضرت شاہ ولی اللہ، ان کے اجداد، اخلاف، خاندان ومتعلقات اور تصانیف وغیرہ پر ہیں، یہ تمام مضامین نظر ثانی اور حذف واضافہ کے بعد کتابی صورت میں پیش کئے جائیں گے۔ یہ مجموعہ زیر ترتیب ہے، جو امید ہے کہ تقریباً پانچ سو صفحات میں مکمل ہوگا۔

(۶۱) قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (۷)

احوال وآثار وباقیات ومتعلقات

[جلد دوم]

جو تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب کی پہلی جلد ۱۴۳۴ھ [۲۰۱۲ء] میں شائع ہوئی تھی، دو مرتبہ اور ہندوستان سے چھپی، دو اشاعتیں پاکستان سے آئیں، اور بفضلہ تعالیٰ ہندو پاکستان میں بہت توجہ اور شوق سے پڑھی گئی، دینی، علمی حلقوں میں اس کا بہت استقبال ہوا۔ اس کی پہلی جلد کی اشاعت کے بعد حضرت مولانا نانوتوی کی زندگی کے کئی اور اہم گوشے اور ایسے عنوانات سامنے آئے، جن پر کچھ کام نہیں ہوا، ان مباحث وعنوانات کا کسی نے تذکرہ نہیں کیا، ایسے عنوانات پر، سنجیدہ علمی معلومات وتحقیق پر مشتمل دوسری جلد، جو اندازاً تین سو صفحات پر مشتمل ہوگی، زیر قلم ہے۔

(٦٢) تذکرہ: شاہ محمد عاشق پھلتی (٨)

حضرت شاہ ولی اللہ کے علوم، تصانیف اور مؤلفات ورسائل کا سرچشمہ، حضرت شاہ ولی اللہ کے ماموں زاد بھائی، ہندوستان وحجاز کے اساتذہ سے تعلیم میں ہم سبق، شاہ صاحب کے خلیفۂ اول اور خود حضرت شاہ صاحب کی تحریر، تعلیم وخطاب کے پہلے مخاطب، شاہ محمد عاشق پھلتی تھے۔ شاہ محمد عاشق پھلتی نے شاہ صاحب کی اکثر تصانیف کے مسودات صاف کئے، بعض کتابیں اصرار کرکے لکھوائیں، خصوصاً حجۃ اللہ البالغہ اور ہر ایک کتاب وتالیف کو شاہ صاحب سے سبقاً سبقاً پڑھا، ان کے افادات اور تقاریر درس محفوظ کیں، یعنی ہر پہلو سے، ہر طرح سے حضرت شاہ ولی اللہ کی چیزوں کے وجود اور بقاء کا ذریعہ، شاہ محمد عاشق کی ذات گرامی تھی۔

علوم ولی اللّٰہی کی غیر معمولی خدمات کے علاوہ، خود شاہ محمد عاشق کی اپنی تصانیف ومؤلفات ہیں، مگر افسوس کہ آج تک شاہ محمد عاشق کا کوئی باقاعدہ تذکرہ نہیں لکھا گیا، جو کچھ لکھا گیا وہ مختصر اور ناتمام ہے، اس خیال سے شاہ صاحب کے احوال پر توجہ کی گئی، بفضلہٖ تعالیٰ جملہ معلومات فراہم ہوگئی ہیں، جس سے امید ہے کہ ایک متوسط تذکرہ، جس میں شاہ صاحب کی تعلیم وتلمذ سے تصانیف ومؤلفات اور سلوک وارشاد تک، ہر ایک موضوع کی ضروری جامع معلومات سامنے آئیں گی، یہ تذکرہ تقریباً ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔

○

ان سب کے علاوہ بھی دس بارہ عنوانات وموضوعات زیر توجہ ہیں، اور ان کا اکثر لازمہ تحریر بفضلہٖ تعالیٰ فراہم بھی ہوگیا ہے، مگر یہ کام ابھی اس مقام تک نہیں پہنچے کہ ان کا تعارف کرایا جائے، اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو وہ سلسلہ بھی آگے بڑھتا رہے گا۔

○

ایک اور بڑا علمی منصوبہ

کئی سال سے ایک بہت بڑے علمی منصوبہ اور کام کا خیال ذہن میں گردش کر رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے کیا کہ تقریباً پونے دو سال گزرے جب لاک ڈاؤن لگا اور کہیں بھی آنا جانا، بلکہ نقل وحرکت تک محدود ہوگئی تھی، اس وقت ادھر توجہ ہوئی اور اس منصوبہ کے تمام پہلو، خدوخال واضح ہوکر سامنے آئے اور بحمداللہ تعالیٰ اس کی چند جلدیں مرتب ومکمل ہوگئیں۔

خیال یہ ہے کہ یہ منصوبہ کم سے کم پچیس جلدوں میں مکمل ہوگا، جس میں ہر اک جلد چار سو سے پانچ سو صفحات تک کی ہوگی۔ فی الحال اس کی آٹھ جلدیں تیار ہیں، حالات مساعد اور مالی وسائل فراہم ہوں گے، تو انشاء اللہ تعالیٰ آٹھ یا دس جلدیں ایک ساتھ شائع کی جائیں گی۔

○

ایک بڑا منصوبہ اور

کئی سال سے ایک اور علمی منصوبہ پر کام ہو رہا تھا، جو چار سال کی مسلسل

کوشش اور متواتر محنت وتوجہ سے مکمل ہوگیا ہے اور امید ہے کہ اس کے جزوی پہلوؤں کی تکمیل کے بعد، پانچ یا چھ جلدوں میں، تقریباً ڈھائی ہزار صفحات پر سامنے آئے گا۔ تفصیلات آئندہ!

○

مجلّہ احوال وآثار کاندھلہ

مفتی الٰہی بخش اکیڈمی نے علمی کاموں اور مطبوعات کے علاوہ، ایک اعلیٰ عمدہ علمی مجلّہ نکالنے کا فیصلہ کیا تھا، جس میں اعلیٰ، علمی، دینی، حدیثی، فقہی مقالات کے علاوہ، علمی تاریخی اور تذکرہ کے موضوعات پر بھی اعلیٰ درجہ کے مستند ومعتبر مضامین اور تحریریں شائع ہوں۔ اس مجلّہ کا محرم الحرام ۱۴۱۵ھ [جولائی، اگست ۱۹۹۴ء] میں اجراء ہوا تھا، اس کی واہ واہ اور علمی پذیرائی تو بہت ہوئی، مگر خریداروں کی قابل ذکر تعداد نہ ہونے کی وجہ سے، اس کی اشاعتوں میں تسلسل نہیں رہا، اشاعتوں کے درمیان میں لمبے وقفے بھی ہوتے رہے، اس کے بائیس شمارے نکلے اور اس کی اشاعت بند ہوگئی، آخری شمارہ ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء میں سامنے آیا تھا۔

○

دو نہایت مبارک اور دینی، علمی کام کرنے کی تمنا

میں بہت برسوں سے دو بہت بڑے کاموں کی تمنا رکھتا ہوں، اگرچہ بار بار یہ خیال بھی آتا ہے، کہ میں ان کا اہل نہیں ہوں، مگر پھر بھی اس کام کا خیال دل

سے جدا نہیں ہوتا۔ ان کی تیاری علمی طور پر بفضلہٖ تعالیٰ ہوگئی ہے، مگر کام شروع کرنے کے لئے مناسب افراد اور وسائل دستیاب نہیں، جیسے ہی دونوں کا انتظام ہوگا، انشاء اللہ ان کاموں کا آغاز کردیا جائے گا۔

الف: حضرت شاہ عبدالقادر کے مبارک ومقدس، معزز ومحترم، ترجمہ قرآن مجید، موضح قرآن کے صحیح ترین متن کی ترتیب وتدوین۔

حضرت شاہ صاحب کا ترجمہ، موضح قرآن، برصغیر ہند کی قرآنی خدمات میں اعلیٰ ترین مقام رکھتا ہے اور جب تک یہاں دین اور علم کا سلسلہ ہے، اس ترجمہ کی افادیت باقی اور اس سے استفادہ جاری رہے گا، مگر افسوس ہے کہ اس کے صحیح نسخے، ایسا متن جو مترجم کے نسخہ کے مطابق ہو، بہت کم دستیاب ہے۔ ضرورت ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے دور کے اس ترجمہ کے خطی نسخوں اور جو اس کی صحیح ترین واعلیٰ ترین اشاعتیں ہیں، مثلاً طبع اول کلکتہ اور بہ تصحیح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، ان سب کو سامنے رکھ کر اردو ترجمہ کا متن دوبارہ مرتب ومنقح کیا جائے۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس کے لئے شاہ صاحب کے عہد اور ان کے قریبی دور کے جو معلوم خطی نسخے ہیں، ان سب کے عکس فراہم کر لئے ہیں، جس میں سب سے اہم وہ نسخہ ہے، جو موضح قرآن کی تالیف کے صرف چار مہینہ بعد، غالباً نسخۂ مصنف سے نقل ہوا تھا۔ حیاتِ

مصنف کے معتبر وقدیم ترین قلمی نسخوں کے فوٹو بھی موصول ہو گئے ہیں، ہمارے اپنے ذخیرہ میں بھی موضح قرآن کے پانچ قلمی نسخے بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہیں۔ جس میں سے ایک حضرت شاہ محمد اسحاق کے مدرسہ میں نقل ہوا ہے، پہلی طباعت [احمدی کلکتہ] اور اس کی قریب ترین اہم طباعتیں بھی پیش نظر ہیں، صرف کام کے اہل افراد کی تلاش اور اس کے آغاز کی بات باقی ہے۔

اگرچہ مولانا اخلاق حسین قاسمی نے اس پر کام کیا ہے مگر مولانا کی بنیادی معتبر خطی نسخوں اور پہلی طباعت تک پہنچ نہیں ہوئی تھی، مولانا نے جس نسخہ کو بنیاد بنایا ہے، وہ اس لائق ہی نہیں ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے، کیوں کہ وہ نسخہ عیسائی مشنری کا شائع کیا ہوا ہے، جس کا مقصد قرآن کریم کی خدمت نہیں تھا، وہ ترجمہ تو عیسائی پادریوں کو قرآن مجید سے ضمناً واقف کرانے کے لئے، فیروز پور، عیسائی مشن نے ۱۸۳۵ء۔۱۸۴۵ء میں اور اس کے بعد بھی شائع کیا تھا، مگر اس کا مقصد خدمت قرآن بالکل نہیں تھا، بلکہ معاذ اللہ کچھ اور تھا، خود اسی نسخہ کی صراحت کے مطابق اس کا مقصد قرآن پر، معاذ اللہ! تنقید (Criticism) تھی، اس لئے اس نسخہ پر اعتبار کرنا قطعاً غلط ہے۔

اس وجہ سے نئے معتبر محقق نسخہ کے لئے کوشش اور اس ضرورت کی

تکمیل کے لئے نئے نسخہ کی تدوین کی ضرورت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ، دنیائے اسلام کے لئے ایک بڑا نادر اور انمول تحفہ ہے، مگر اس کے صحیح متن کی ترتیب واشاعت بھی ایک بڑی بنیادی ضرورت ہے۔ عصر حاضر کی ضروریات اور تدوین متن کی موجودہ علمی روایات اور تقاضوں کے مطابق، اس کی خدمت ہونی چاہیے۔ اکیڈمی کا یہ خدمت انجام دینے کا بھی خیال ہے۔ اس کے لئے بھی حجۃ اللہ کے اہم ترین بنیادی خطی نسخے، جس میں ایک خود حضرت شاہ صاحب کے درس میں بار بار استعمال ہوا ہے، اس پر شاہ صاحب کے قلم سے کثیر اصلاحات وترمیمات ہیں، ایک خطی نسخہ وہ ہے جس کو مولانا عبید اللہ سندھی سب سے اہم نسخہ کہتے ہیں، چند اور قلمی نسخوں کے عکس فراہم کئے گئے ہیں، اس کے علاوہ اس کی ہندوستان ومصر کی سب سے پہلی طباعتیں [مطبع صدیقی بریلی اور بولاق مصر] بھی ہمارے ذخیرہ میں محفوظ ہیں، بعد کی طباعتیں جزوی معاون کے طور پر شامل تدوین رہیں گی۔

حجۃ اللہ میں تدوین متن کے علاوہ ایک کام یہ ہے کہ، حضرت شاہ صاحب کے مختلف موضوعات پر خاص نظریات ہیں اور جن مسائل ومباحث پر شاہ صاحب نے حجۃ اللہ میں گفتگو فرمائی ہے اور اپنی دوسری تصانیف وتحریرات میں حجۃ اللہ کے مندرجات سے کچھ اختلاف واتفاق بھی کیا ہے، وہ سب بھی موقع موقع سے، حاشیوں میں مکمل حوالوں کے ساتھ شامل ہونا چاہیے۔

ان دونوں کاموں کی ابتداء کے لئے بھی مناسب افراد اور وسائل کی جستجو ہے۔**ماشاء اللّٰہ کان وما شاء اللّٰہ لم یکن.**

اگر حق تعالیٰ شانہ کو منظور ہوا، وسائل فراہم ہوگئے اور زندگی نے وفا کی تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام منصوبے تین ساڑھے تین سال میں مکمل ہوجائیں گے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ ہمیں ان کاموں کو مکمل اور شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

○

مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

چاہتی ہے کہ وہ ہر سال کم از کم ایسے پانچ طلبہ کو، جو زیادہ بھی ہوسکتے ہیں، اچھا وظیفہ دے کر علمی موضوعات پر کام کرنے کے لئے تیار کرے۔یہ طلبہ جو مدارس اسلامیہ یا کالجوں کے فاضل ہوں، اچھا ذوق اور استعداد رکھتے ہوں، مختلف دینی، علمی، تاریخی، سیاسی، ثقافتی، ادبی، تہذیبی موضوعات پر اعلیٰ درجہ کے مقالے لکھیں، اس کے لئے آزادانہ وسیع مطالعہ کریں اور اپنے مطالعہ وتحقیق کے نتائج کو کتابی صورت میں پیش کریں۔

ہمارے یہاں اب تک بہت سے موضوعات ایسے ہیں کہ جن پر سخت ضرورت کے باوجود کوئی سنجیدہ کام نہیں ہوا، جو چند کام ہوئے ہیں، وہ ایسے علمی، معیاری

نہیں ہیں جن کو اہل علم واہل ذوق کے سامنے پیش کیا جاسکے،ضرورت ہے کہ ان پر، معروضی انداز میں کام ہو۔

اکیڈمی اس بڑے کام کا ارادہ رکھتی ہے، مگر اس کے لئے مناسب افراد کی تلاش اور مصارف کا انتظام ایک بڑا کام ہے، جو اہل ذوق واہل خیر کے تعاون سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ **وأفوض أمري إلى الله.**

العبد

نورالحسن راشد کاندھلوی

۸؍رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

[۱۰؍فروری ۲۰۲۲ء]

....

....

MUFTI ELAHI BAKHSH ACADEMY

Moulviyan, Kandhla
Distt.Shamli (Muzaffar Nagar)(U.P) India 247775
Email: nhrashidkandhlavi@yahoo.com